الجہاد والجہاد

شورش

الجہاد و الجہاد

○

شورش کاشمیری

جملہ حقوق محفوظ
بحق مطبوعاتِ چٹان لمیٹڈ لاہور

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
ACC NO 035045
★ MAILSI ★

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

بار اوّل ——— ایک ہزار
قیمت : ——— تین روپے
طابع : ——— چٹان پرنٹنگ پریس لاہور

علم وسیلۂ اتحاد
জ্ঞান একতা আনে

টেলিফোন নং ৬৩৭৫২
ٹیلیفون نمبر ۶۳۷۵۲

পাকিস্তান কাউন্সিল
১৭৫, গুয়েন থমাস রোড, রাওয়ালপিন্ডি

پاکستان کونسل
۱۷۵- گیون تھامس روڈ راولپنڈی

۲۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء

محترمی :

پاکستان کونسل کی ڈھاکہ شاخ کے ایک اجلاس میں ۱۶ اکتوبر کو مشرقی پاکستان کے وہ ادیب جو حال ہی میں مغربی پاکستان کے مختلف محاذ دیکھ کر گئے ہیں اپنے تاثرات بیان کر رہے تھے - سامعین کی تعداد اتنی تھی کہ لوگ ہال کے باہر سڑک تک کھڑے تھے- اس اجلاس کا آغاز آپ کی نظم ''مشرقی پاکستان کو سلام'' سے ہوا - بعد میں اس کا بنگالی ترجمہ جناب اے- غفار چودھری نے سنایا -مجھے آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے بے حد مسرت ہوتی ہے کہ آپ کی نظم کو سامعین نے بہت سراہا اور اس سے مشرق اور مغربی پاکستان کے قرب کا جو احساس اُجاگر ہوا اس کے لئے کونسل آپ کی احسان مند ہے -

مخلص
(ضیا جالندھری)

جناب شورش کاشمیری
معرفت ہفت روزہ ''چٹان''
لاہور

3. You have referred in your poem to the popular image of East Pakistanis being concerned with songs and dances rather than with swords. There is an equivalent misconception here that people in our western wing are more concerned with swords rather than with pen.

4. While the performance of the East Bengal Regiment has removed the first named misconception, your poem itself has served the same purpose for the second one.

5. In these days of revived national consciousness and sense of unity, it is fitting to see that while the sons of Bengal are defending Lahore with their swords, Lahore sends its greetings to East Pakistan through the pen of one of her proud sons.

6. I wish you were here to see the enthus iasm your poem has created among the people

yours sincerely

(M. Alam) P.F.S.

C/o. Ministry of Foreign Affairs.
233 Dhammandi Res. Area,
Road No. 15
Dacca.

October 20, 1965.

My dear Shorish Kashmiri,

I have been wanting to write to you ever since my return from our joint visit to the fronts in Bedian and Khem Karan. This was delayed due to my prolonged stay in West Pakistan on official business.

2. On my return to Dacca I found that the tribute you have paid to the East Bengal Regiment through your 'fiery pen' has been on the lips of every one. Many functions here commence with recitation of your poem in Urdu. Translations in English and Bengali were published. This coincided with the publication of an APP story written by Khurshid Alam (who you would remember accompanied us to the front).

(اُردو ترجمہ)

وزارت امور خارجہ

۲۳۳، دھان منڈی

روڈ نمبر ۱۵۔ ڈھاکہ

مجبی شورش کاشمیری

بیدیاں اور کھیم کرن کے مشترکہ سفر کے بعد میں آپ کو لکھنا چاہتا تھا لیکن مغربی پاکستان میں سرکاری مشغولیتوں کے باعث نہ لکھ سکا۔

۲۔ اپنے آتش بار قلم سے آپ نے مشرقی بنگال کی رجمنٹ کو جو خراج ادا کیا ہے ڈھاکہ واپس آنے کے بعد میں نے دیکھا کہ اکثر تقریبوں کا آغاز آپ کی اس نظم سے ہوتا ہے اور یہ نظم ہر ایک کی زبان پر ہے۔ انگریزی اور بنگالی میں اس کے تراجم چھپ گئے ہیں۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کی اس کہانی میں بھی اس کا تذکرہ ہے جو مسٹر خورشید عالم نے اس سفر کے بعد لکھی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مسٹر خورشید عالم محاذ پر ہمارے شریک سفر تھے۔

۳۔ اپنی نظم میں آپ نے مشرقی پاکستان کے متعلق رقص و سرود کے جس تصوّر کا اظہار کیا ہے یہ بالکل اسی طرح کی غلط فہمی ہے جیسے یہاں یہ خیال کہ مغربی پاکستان کے لوگ قلم کے نہیں تلوار کے ہیں۔

۴۔ جس طرح ایسٹ بنگال رجمنٹ نے رقص و سرود کے تصوّر محض کو ختم کر دیا ہے اسی طرح آپ کے قلم نے اس دوسرے خیال کی تغلیط کی ہے ۔

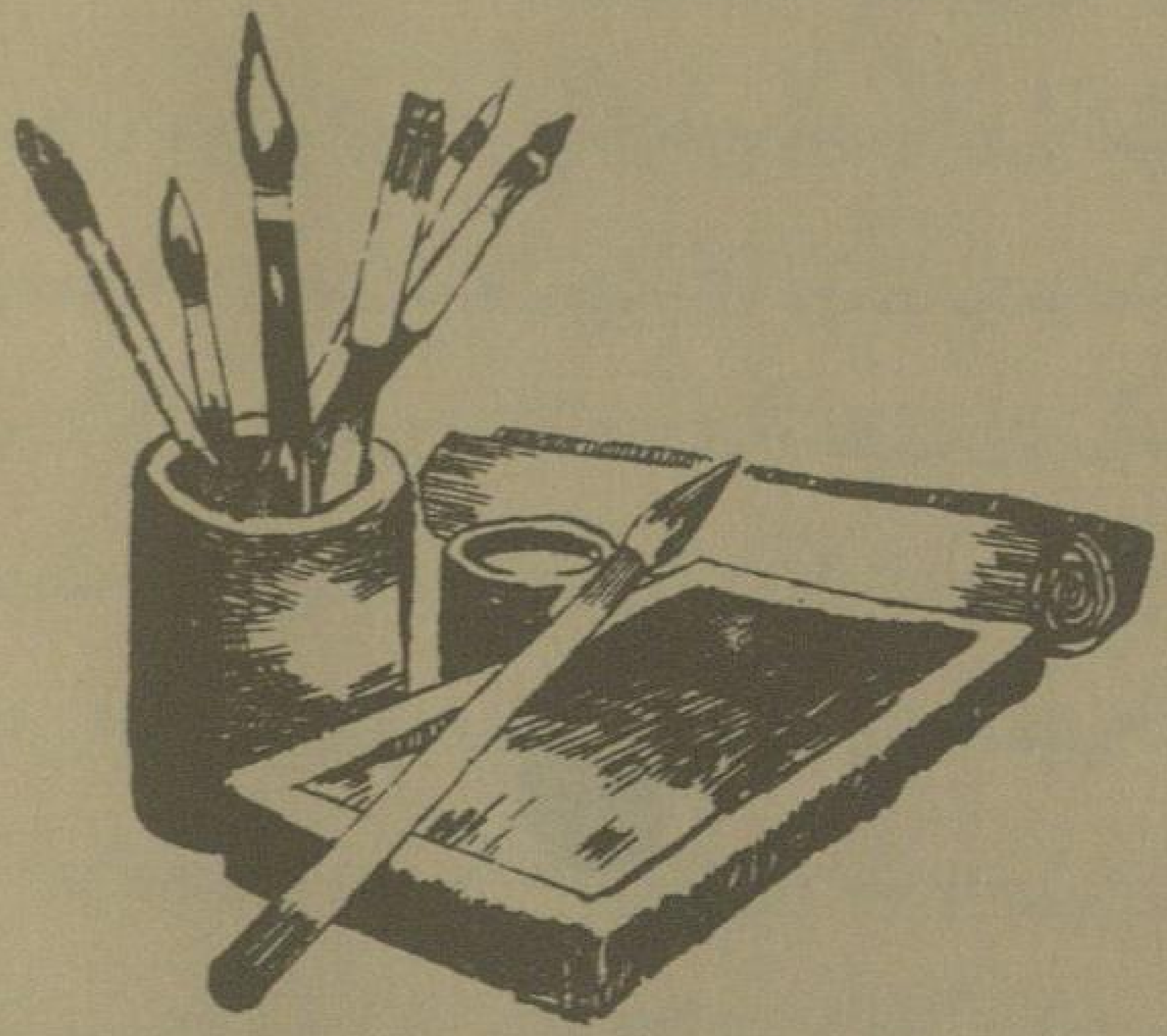
۵۔ قومی بیداری اور ملی شعور کے اس دور میں یہ امر خوش آئند ہے کہ جہاں بنگال کے بیٹوں نے اپنی تلواروں سے لاہور کا دفاع کیا ہے وہاں لاہور کے قابل قدر سپوتوں میں سے ایک نامور فرزند نے اپنے قلم کے ذریعہ اس کا اعتراف اور اس پر تحسین کی ہے ۔

۶۔ آپ یہاں ہوتے تو عوام کے اس جوشش و جذبہ کو دیکھتے جو آپ کی نظم نے یہاں پیدا کر رکھا ہے ۔

آپ کا مخلص

ایم عالم

(پاکستان فارن سروس)



انتساب

سترہ روزہ جنگ کے دوران راقم نے جو کچھ لکھا اُس کا اعتراف حکومت کے اعوان وانصار کی طرف سے برابر ہوتا رہا، راقم نے مغربی پاکستان کے بہت سے حصوں میں بے شمار جلسوں کو خطاب کیا۔ "چٹان" کو اس مقصد کے لئے وقف کر دیا۔ ریڈیو پر راقم کے بہت سے نغمے گونجتے رہے، تقریریں نشر کیں۔ صلہ کیا ملا؟ جنگ کی پہلی سالگرہ یعنی ٹھیک چھ ستمبر ۱۹۶۶ء کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ ۳۲ کے تحت چھ ماہ کے لئے منٹگمری سنٹرل جیل میں نظر بندی! ——— یہ ہے اس آرڈر کا متن ——— اپنی ان نظموں کو میں اسی حکمنانہ سے منسوب کرتا ہوں ——— ع

حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں

شورش کاشمیری

No. 3-78-II-Spl-I/66 /
GOVERNMENT OF WEST PAKISTAN,
HOME DEPARTMENT.

DETENTION ORDER.

WHEREAS Abdul Karim Shorish Kashmiri son of Nizam Din, resident of Mcleod Road, Lahore (Editor of Weekly Chatan, Lahore) has, since some time past, been writing and publishing certain articles, peoms and other writings;

AND WHEREAS the Government of West Pakistan is satisfied that the publication of the aforesaid articles, peoms and other writings is prejudicial to the public interest and that for the purpose of preventing the said Abdul Karim Shorish Kashmiri from writing and publishing such articles, peoms and writings and acting in a manner prejudicial to the public interest that the said Abdul Karim be arrested and detained;

NOW, THEREFORE, in exercise of the powers conferred on the Provincial Government by clause (b) of sub-rule (1) of Rule 32 of the Defence of Pakistan Rules read with Government of Pakistan, Cabinet Secretariat (Cabinet Division)'s order published with Notification No.SRO-III(R)/65, dated the 6th September, 1965, the Government of West Pakistan is pleased to direct that the said Abdul Karim Shorish Kashmiri shall be arrested, and detained for a period of six months with effect from the date of arrest at Central Jail Montgomery

He shall be classified as a detenue of I Class.

BY ORDER OF THE GOVERNOR OF WEST PAKISTAN.

Secretary to the Government of West
Pakistan, Home Department.

Dated
Lahore, the 6th September, 1966

NO. 3-78-U-SPL-1/66

حکومت مغربی پاکستان

ہوم ڈیپارٹمنٹ

ہرگاہ عبدالکریم شورش کاشمیری ولد نظام دین ساکن میکلوڈ روڈ لاہور (ایڈیٹر ہفت روزہ چٹان لاہور) پچھلے کچھ عرصہ سے مختلف مضامین اور نظمیں لکھتے اور چھاپتے رہے ہیں۔

ہرگاہ کہ حکومت مغربی پاکستان مطمئن ہے کہ متذکرہ بالا مضامین، نظمیں اور دوسری تحریریں امن عامہ کے منافی ہیں اور یہ کہ متذکرہ عبدالکریم شورش کاشمیری کو مفاد عامہ کے منافی ایسی تحریر لکھنے، چھاپنے اور امن عامہ کی خلاف ورزی سے باز رکھنے کے لئے متذکرہ عبدالکریم کو گرفتار اور نظر بند کر لیا جائے۔

بنا بریں ڈیفنس آف پاکستان کے رول ۳۲، شق (ب) ضمنی شق (ا) بمطابق نوٹیفکیشن نمبر SRO - 111 (R)/65 مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کیبنٹ سیکرٹیریٹ (کیبنٹ ڈویژن، حکومت پاکستان) کے تحت صوبائی حکومت کو جو اختیارات تفویض ہوئے حکومت مغربی پاکستان یہ حکم دیتے ہوئے مسرت محسوس کرتی ہے کہ متذکرہ عبدالکریم شورش کاشمیری کو گرفتار کیا جائے۔ اور گرفتاری کے دن سے چھ ماہ تک سنٹرل جیل منٹگمری میں نظر بند رکھا جائے اور انہیں درجہ اوّل کا نظر بند قرار دیا جائے۔

مورخہ	بحکم گورنر مغربی پاکستان
لاہور۔ ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء	سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان ہوم ڈیپارٹمنٹ

الجہاد والجہاد



فہرس

میرا قلم بھی جنگ میں تلوار ہو گیا



الجہاد والجہاد

شورش کاشمیری

"چٹان" میں یہ خبر پڑھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے کہ آغا شورش کاشمیری کے وہ اشعار جو انہوں نے پاکستان اور بھارت کی جنگ کے زمانے میں اور اس کے بعد کہے اور قلم بند کئے، ایک کتاب کی صورت میں شائع ہو رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس کتاب کو "رجز نامہ" کہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ان اشعار کے الفاظ سے جو خلوص اور جوش ظاہر ہوتا ہے اور شورش کے جذبات کا یہ اظہار سننے والوں اور پڑھنے والوں کے دل میں جو ولولہ پیدا کرتا ہے وہ کسی صورت میں ان لوازم سے کم نہیں جنہیں قرونِ اولیٰ کے شعرا رجز لکھتے وقت ملحوظ رکھتے تھے۔

میں نے شورش کے یہ تمام اشعار ریڈیو پاکستان کی وساطت سے بھی سنے اور "چٹان" کے اوراق میں بھی دیکھے۔ انہیں سن کر اور پڑھ کر شورش کی تصویر میرے تصور ہی میں نہیں بلکہ آنکھوں کے سامنے آجاتی تھی۔ اور میں ایسا محسوس کرنے لگتا تھا کہ میں شورش کا کلام اُن کی زبان سے سُن رہا ہوں۔ یہ احساس وہ خراجِ تحسین ہے جو شاذونادر ہی کسی شاعر کو نصیب ہوتا ہے۔

میں نے پچھلے ساٹھ ستر برس میں بڑے بڑے نامور خطیبوں کی تقریریں سُنی ہیں۔ بڑے بڑے مشہور ادیبوں اور شاعروں کے رشحاتِ فکر کو پڑھا ہے اور اُن کی زبان سے

بھی سُنا ہے اور بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ہمیشہ شورش کی خطابت میں ابوالکلام آزاد کی خطابت کا رنگ منعکس پایا۔ ان کے الفاظ میں ظفر علی خاں کی طنز کو جھلکتے دیکھا اور ان کے جذبات میں اقبال کے اسلامی تصورات کا پرتو پوری آب و تاب سے چمکتے پایا۔

یہ چند سطور جو میں لکھ رہا ہوں میرے اسی احساس کا اظہار ہے اور اسی حقیقت کا اعتراف۔ ارسطو کا مشہور قول ہے کہ حسین چیزوں میں حسن دیکھ کر شاعر کا فرض ہے کہ اس کی کیفیت اپنے شعر میں بیان کرے۔ مغنّی کا فرض ہے کہ اس کے گن گائے۔ اور مصور کا فرض ہے کہ اسے اپنے موقلم سے صفحۂ قرطاس پر سجائے۔ میں نے شورش کے کلام کے جو محاسن بیان کئے ہیں نہ تو ان کا مقصد ان کی مدح سرائی ہے اور نہ اُن کے انداز فکر و نظر کی عظمت بیان کرنا۔ مگر میں بڑے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اِس قسم کے اشعار جو شورش نے اس زمانے میں لکھے جب پاکستان میں قوم کی قوم ایک ہی محاذ پر صف آرا ہو گئی تھی۔ اور ملک بھر میں عظیم جذبات کا طوفان اُمڈ آیا تھا، ان کے ذہن رسا اور خامۂ شرر فشاں کا یہ کارنامہ ایک ہنگامی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ ایک دوامی قدر و منزلت کا حامل ہے۔ جو آگے چل کر ہمارے اِس دَورِ عظمت کی تاریخ کا ایک روشن پس منظر بن جائے گا۔ جس کے آئینے میں عہدِ حاضر کے مسلمانوں کا وہ بلند کردار اور ہماری افواجِ قاہرہ کا وہ غیر فانی ایثار جھلک جھلک کر آنے والی نسلوں کی آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ جس میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے ایمان و عمل کے عدیم المثال نقوش اُبھر اُبھر کر منظرِ عام پر جلوہ گر ہوئے۔

اِس نازک اور مشکل دَور میں جس سے پاکستان اپنے بہادر اور جنگجو دلیروں کی ہمتیا ل

قربانیوں کی بدولت فتح و نصرت کا پرچم لہراتے ہوئے گزرا ہے۔ ہمارے ادیبوں اور شاعروں نے ان کا دل بڑھانے میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ لیکن یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ شورش کا اشہبِ قلم اس میدان میں دن رات رواں دواں رہا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شورش نے اس عرصے میں اپنی زندگی کے شب و روز صرف اسی بات کے لئے وقف کر دیئے ہیں کہ بقول ان کے پاکستان کے ہر شہری پر یہ حقیقت عیاں ہو جائے کہ شورش کا سب کچھ اس کے وطن کا ہے۔

حکیم احمد شجاع

(حکیم احمد شجاع)

لاہور

مورخہ ۹ ؍ فروری ۱۹۶۶ء

حرفے چند

شورش کاشمیری ہمارے معاشرے کی جامع، بوقلموں اور پہلودار شخصیت ہیں۔ ان کی جبلّی صلاحیتیں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ظفر علی خاں اور چودھری افضل حق ایسے عبقری دماغوں کے حلقے میں پروان چڑھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر وہ ایک طرف مرصع نثر نگار، پُرگو شاعر اور شعلہ نوا خطیب ہیں تو دوسری طرف ساری عمر محاذِ آزادی کے ہراول دستے میں شامل رہ کر دادِ شجاعت دیتے رہے ہیں۔

شعر و ادب اور سیاست زندگی کے دو مختلف میدان ہیں لیکن ان دو مختلف میدانوں میں شہسواری کرنے کے باوجود شورش کبھی دوہری شخصیت (DUAL — PERSONALITY) — نہیں رہے۔ وہ سیاسی پلیٹ فارم پر ہوں تو اُن کی تقریر کی نوک پلک، ان کے مترنم لفظوں کا زیر و بم اور ان کا تأثر آفریں اندازِ تخاطب بڑے بڑے ادیبوں کو شرما دیتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اسلوب غزل میں زلف و رخسار کے مضامین باندھنے بیٹھتے ہیں تو کنایوں ہی کنایوں میں کئی خرقے تار تار کر دیتے ہیں۔ اور نگارانِ پس پردہ کے نقاب نوچ لیتے ہیں۔ ان کی زیرک طبیعت نے ادب و سیاست کو ایک دوسرے سے یوں ہم آہنگ کر دیا ہے کہ دونوں ایک ہی جامے کے تار و پود معلوم ہوتے ہیں۔

زیرِ نظر مجموعہ ان نظموں پر مشتمل ہے جو شورش نے حالیہ جنگِ پاک و ہند کے دوران لکھیں۔ موضوع چونکہ شورش کی افتادِ طبع کے عین مطابق تھا اس لئے انہوں نے برجستہ گوئی میں اپنے تمام ہمعصروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ان نظموں میں ان کی فنی روایتیں اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں۔

ہنگامی تخلیقات کا ادبی مقام متعین کرنے کے سلسلے میں مختلف ناقد مختلف آرار رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود ہنگامی موضوعات کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ زینو اور اس کے پیروکار کائنات کو ساکت و جامد تصور کرتے تھے اس کے بعد کے فلسفیوں نے مکانی تغیّرات کو تو مان لیا لیکن وہ زمانی تسلسل اور اس کی حقیقت سے انکار کرتے رہے اور اسے مکان کی اضافت سمجھتے رہے۔ موجودہ عہد میں غالباً یہ سہرا جرمن مفکّروں کے سر ہے کہ اُنہوں نے کائنات اور معاشرہ کو ایک مسلسل تغیّر گاہ قرار دیا اور ثابت کیا کہ انسان ان تغیّرات کے دھارے کا غلام نہیں بلکہ شعوری کاوشوں سے تغیّرات کے اس دھارے کا رُخ موڑ بھی سکتا ہے۔

اب اگر مختلف بحرانوں یا جنگوں کی بدولت کسی قوم و ملک پر خطرہ منڈلانے لگے۔ اور اس کی بقا، تہذیب اور ادب کے مٹ جانے کا خطرہ ہو، تو وہاں لازماً باشعور فنکاروں کی ہنگامی تخلیقات ہی افراد کی رگوں میں شعلے بھر کر اپنی جہد للبقار کے لئے تیار کرسکتی ہیں اور تاریخ کے دھارے کا رخ اپنی مرضی کے مطابق موڑ سکتی ہیں۔ میرے خیال میں ایسا ہنگامی ادب، تاریخِ ادب میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور آنے والی نسلیں ایسی تخلیقات کو ممنونیت کی نظر سے دیکھیں گی۔ شورش کی جنگی نظمیں بھی اسی قبیل سے ہیں۔

شورش کی نظموں کا فنّی اور فکری تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ہر قسم

کے اسالیب سخن پر عبور حاصل ہے۔ اور وہ اپنے سیاسی تجزئیات مختلف قسم کی ادبی ہئیتوں سے آراستہ کر سکتے ہیں۔ ان کی اکثر نظمیں ایسی ہیں جن میں باندازِ غنائیہ حرب و ضرب کے مضامین باندھے گئے ہیں۔ اس ضمن میں وہ خود لکھتے ہیں ؎

غزل کی آب و تاب میں نوائے کارزار ہے
زبانِ ذوالفقار میں ڈھلی ہوئی ہے شاعری

جلال و جمال کی یہ دلکش آمیزشیں ان کے کلام میں جا بجا ملتی ہیں۔ مثلاً

جس طرح بنارس پہ برستا ہوا ساون
بارود کی برکھاؤں میں بموں کا تسلسل

وہ دَور ہے کہ شاخِ گل بھی تیغِ آبدار ہے
چنار کے درخت ہیں پہاڑیوں کے سنتری

ضربِ شمشیر بہ میدانِ وغا حاضر ہے
جانِ عشاق بہ عنوانِ وفا حاضر ہے

مہر و مہتاب کی زرکار قبا حاضر ہے
کہکشاں جلوہ فشاں ہے کہ مجاہد اُٹھے

ایک شاعر کی عنر یبانہ صدا حاضر ہے
اِک مغنّی کی نواؤں میں رجز بال کشا

شورش ایک مدت تک غیر ملکی استبداد کے خلاف نبرد آزما رہے ہیں اور انہوں نے کئی بار تبریز و منصور کی روایتیں تازہ کی ہیں۔ اس لئے اپنی متعدد نظموں میں انہوں نے جنگی محاذوں کے کینوس سے نکل کر حالیہ جنگ کے بین الاقوامی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ان کی اس کوشش سے متعلقہ نظموں کی علمی اور افادی حیثیت بڑھ گئی ہے اور قاری اُن سے جذباتی تاثر لینے کے علاوہ گرد و پیش پر غور بھی کرنے لگ جاتا ہے۔ "چچا سام" میں کہتے ہیں۔

اس کرۂ ارضی پہ علم تیرا گڑا
اور نام بڑا ہے

لیکن تری دانش ہے سیاست میں ابھی خام
افسوس چچا سام

ویتنام ترے طرفہ نوادر میں ہے شہکار
گو اس کو پڑی مار

کچھ اور بھی کمزور ممالک ہیں تہ دام
افسوس چچا سام

دولت تری مشرق کے لئے خنجرِ قاتل — اقوام ہیں بسمل
ڈالر ترا ڈالر نہیں دشنام ہے دشنام — افسوس چچا سام
بھارت نے تری شہ پہ کیا خوب تماشہ — ثابت ہوا لاشہ
نہرو کی قسم، رادھا کرشنن کو ذرا تھام — افسوس چچا سام

یہ نظم اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں پاک بھارت جنگ کو امریکہ کی خارجہ پالیسی کے آئینہ میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ویٹ نام میں انسان کُشی، افریقہ میں انقلابوں کا لامتناہی سلسلہ، بھارت کی پشت پناہی یہ سب کچھ امریکی مدبروں کی سامراجی حکمت عملیوں کا نتیجہ ہیں اور شاعر اس حقیقت کو بغیر کسی ابہام کے رواں دواں کہہ گیا ہے۔ اور پھر یہی نہیں بعض جگہ وہ سامراج کے پورے عالمی کیمپ کی طنابیں توڑ دیتے ہیں۔ مثلاً ؎

ہوں جانؔ بل کہ چچا سام دونو جھوٹے ہیں — بہشت بھی جو یہ بت دیں تو اعتبار نہ کر
زبانِ خاص میں ولسنؔ نے جانسنؔ سے کہا — قرار داد کا مفہوم آشکار نہ کر

شورشؔ اپنے سیاسی افکار کی ادائیگی کے لئے ایسے پرشکوہ اور مرصع الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ ہر مصرع عروس شب اول معلوم ہوتا ہے۔ ان کی غزل نما نظم جو انہوں نے غالبؔ کی زمین " جہاں ہم ہیں وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے " میں کہی ہے، فکر و فن کا خیال انگیز امتزاج معلوم ہوتی ہے۔

شورشؔ بحور و قوافی کے انتخاب میں بہت محتاط ہیں۔ ان کی نظموں کی اکثر زمینیں شگفتہ، رواں دواں اور نغمہ نواز ہوتی ہیں۔ ان کی دو نظمیں "سری نگر کی بیٹیاں" اور "مرے وطن کے پاسباں" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ "مرے وطن کے پاسباں" کے چند شعر ملاحظہ ہوں :-

گلاب و گل کے رازداں چمن چمن کے پاسباں - مثالِ بحرِ بیکراں - کشاں کشاں رواں دواں

مرے وطن کے پاسباں

جلال ہیں۔ جمال ہیں۔ غزا کی چال ڈھال ہیں۔ وغا کے خدوخال ہیں۔ اویسؓ ہیں بلالؓ ہیں

مرے وطن کے پاسباں

روش روش، چمن چمن، نگر نگر، وطن وطن، سپاہِ زلزلہ فگن، دلاورانِ صف شکن

مرے وطن کے پاسباں

اِس نظم میں اندرونی اور بیرونی قوافی کو اکثر بہ تکرار استعمال کیا گیا ہے۔ بحر اور قوافی ہم آہنگ ہوکر سماعت پر یوں اثر ڈالتے ہیں جیسے کسی فوج کا چاق و چوبند دستہ محاذِ جنگ کی طرف مارچ کر رہا ہو۔

مشرقی پاکستان کی زمین دریاؤں اور نغموں کا گہوارہ ہے۔ اس رومانی سرزمین کے جیالے سپوتوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے شورش ان کے جغرافیائی پس منظر کو سامنے رکھ کر اعلیٰ کردار نگاری سے کام لیتے ہیں۔

مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

وہ حسیں جن کے سہانے کھیت نغمہ زار ہیں — وہ جری جن کے گلے میں نصرتوں کے ہار ہیں

وہ مجاہد جن کے بازو حیدری تلوار ہیں — خوش مزاج و خوش نہاد و خوش سرشت و خوش خرام

مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

ہم انہیں تلوار سے ناآشنا سمجھا کیے — ہم انہیں عشق و محبت کی صدا سمجھا کیے

ہم انہیں نغمہ گر و نغمہ سرا سمجھا کیے — رن پڑا تو کر دیا بھارت کا جینا تک حرام

مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

ان کی آوازوں میں شہنائی نہیں شمشیر ہے — ان کے تابڑ توڑ حملوں کا صلہ کشمیر ہے

ان کی یلغاروں کا عنواں نعرۂ تکبیر ہے کوئی بھی ان کو بنا سکتا نہیں اپنا غلام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

شورش کی اکثر و بیشتر نظمیں ان کے شعلہ و شبنم اسلوب کی آئینہ دار ہیں۔ لیکن بعض نظموں میں وہ طنز و استہزا کو بھی ذریعہ اظہار بنا لیتے ہیں۔ ایسی نظموں میں ان کے خیال و اظہار میں ایک قسم کی نئی چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ "ننکو جی مہاراج کی جے" کے چند بند ہیں:

چٹا، نیلا، پیلا کالا رام دیس کا احمق لالا
جپتا ہے راون کی مالا نخرے میں اس کے گرم مسالا
ننکو جی مہاراج کی جے

ماش کا آٹا اینٹھ رہا ہے اڑیل ٹٹو خوب لڑا ہے
لاشوں کا انبار پڑا ہے حلوہ پوری، دہی بڑا ہے
ننکو جی مہاراج کی جے

چڑھ دوڑے تھے سانجھ سویرے جنتا کے بے دانت بچھیرے
تیلی، دھینور، جاٹ، مچھیرے دہلی کے مشہور لٹیرے
ننکو جی مہاراج کی جے

لال بہادر کا یہ ڈولا ترپ کی دُگی، اینٹ کا گولا
پاکستان پہ ہلّہ بولا مار پڑی تو ہر دا ڈولا
ننکو جی مہاراج کی جے

کیا قند و نبات نظم ہے۔ اس نظم کو پڑھ کر مولانا ظفر علی خاں کی قادر الکلام اور باغ و بہار شخصیت یاد آ جاتی ہے۔

شورش حالیہ جنگ میں ادبی سالار کی حیثیت سے ہو مکھی لڑے ہیں۔ اُنہوں نے خود کہا تھا "میرا قلم بھی جنگ میں تلوار ہو گیا" لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ طبعاً جنگ پسند ہیں۔ وہ دنیا کے تمام باشعور تخلیق کاروں کی طرح امن اور انسانیت کی بقار پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ انسان کے تخلیقی ارتقار کو بڑھتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ گروہی، نسلی علاقائی اور عالمی جنگوں سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ بھارت کی حالیہ جارحیت کا بامردی سے مقابلہ کر چکنے کے بعد جب انہوں نے تاشقند کانفرنس کی بات سُنی تو انہوں نے بعنوان "تاشقند" اپنا مافی الضمیر یوں بیان کیا ہے۔

کوسی جن نے گفتگو کی طرح ڈالی تو ہے
کیا ہی اچھا ہو کہ ہو اس کا نتیجہ سُود مند
ایں دعا از ماست وز جملہ جہاں آمین باد
پھر کسی افتاد سے پہنچے نہ دُنیا کو گزند

زمانے اور مستقبل کی حقیقت کے متعلق ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ لیکن یہ ضرور دیکھنے میں آیا ہے کہ جن لوگوں کا وجدان زندہ ہوتا ہے انہیں آنے والے وقت کا غیر بیانی سا احساس ضرور ہو جاتا ہے۔ حالیہ جنگ ۶ ستمبر کو شروع ہوئی لیکن شورش نے ۱۹ مئی ۱۹۶۵ء ہی کو نظم "دو ٹوک فیصلہ" میں اس کی پیش گوئی کر دی تھی۔ ملاحظہ ہو:

میں کس زباں سے کہوں اس زمیں پہ کیا ہوگا — مجھے یقیں ہے یہاں کوئی معرکہ ہوگا
فضا میں نعرۂ تکبیر گونجتا ہوگا — سری نگر میں قیامت کا سامنا ہوگا
یہ فیصلہ ہے کہ دو ٹوک فیصلہ ہوگا — ہر اک محاذ پہ ڈٹ کر مقابلہ ہوگا
وطن پکار رہا ہے کہ سرحدوں کی طرف — غرورِ لشکرِ کفار توڑنا ہوگا

کیا ہے جس نے کبھی سامراج پر تکیہ — وہی مٹا ہے یہ دہلی کو سوچنا ہوگا
بتا دیا ہے مری فوج کے جوانوں نے — ہمارے ساتھ لڑو گے تو حشر کیا ہوگا
نشانِ حیدرِ کرار لے کے نکلیں گے — جدید دَور کے خیبر کو توڑنا ہوگا
یہ بات وادیٔ گنگ و جمن کو یاد رہے — ہمالیہ پہ ہمارا ہی نقشِ پا ہوگا
مجھے یقیں ہے کہ بھارت کی چیرہ دستی پہ — اُداس اگلے جہاں میں مہاتما ہوگا

اس مجموعے میں ایک نظم "ارمغانِ عید کی واپسی" بھی ہے۔ اس نظم کے افکار جنگ سے متعلق نہیں۔ اس کا تعلق ہمارے معاشرے کے اکثر و بیشتر داخلی پہلوؤں سے متعلق ہے اِس لئے میں نے اس نظم پر تبصرہ نہیں کیا۔

فی الجملہ یہ مجموعہ کئی اعتبار سے پاکستانی ادب میں ایک تاریخی دستاویز کی سی حیثیت رکھتا ہے۔"

ظہیر کاشمیری



میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے

امتحاں شاعروں کے فن کا ہے   جاں نثاروں کے بانکپن کا ہے
شہسوارانِ صف شکن کا ہے   مرحلہ اب بزن بزن کا ہے

میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے

مَیں تو کیا میرا سارا مال و منال   میرا گھر بار میرے اہل و عیال
میرے اِن ولولوں کا جاہ و جلال   میری عمرِ رواں کے ماہ و سال

میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے

یہ قلم اور اس کا سیلِ رواں   یہ زباں اور اس کا زورِ بیاں
عرصۂ جنگ، خنجرِ بڑاں   میری بے باک جرأتوں کے نشاں

میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے

میری عزّت کا پاسباں ہے وطن   میری غیرت کا ترجماں ہے وطن
میرے اسلاف کا نشاں ہے وطن   ساتھیو! اِن دنوں جواں ہے وطن

میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے

دبدبہ ہند پر بٹھا دوں گا کفر کی دھجیاں اُڑا دوں گا
ملک کی آبرو بڑھا دوں گا اِس پہ اولاد تک لُٹا دوں گا
میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے
معجزانہ اُٹھان اس کی ہے قدرتی عز و شان اس کی ہے
دوستو، آن بان اس کی ہے مَیں تو کیا میری جان اس کی ہے
میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے
جو عدو اس زمیں پہ آئے گا لَوٹ کر پھر کبھی نہ جائے گا
مار کھائے گا سر کٹائے گا موت مانگے گا موت پائے گا
میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے
اس کے احساں گِنا نہیں سکتا پیٹھ اس کو دِکھا نہیں سکتا
چھوڑ کر اس کو جا نہیں سکتا اس کا رُتبہ گرا نہیں سکتا
میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے
مَیں نے اس کے لئے بغاوت کی سختیاں جھیل کر اسارت کی
کھلکھلا ہوں سے بھی شرارت کی آرزو ہے بس اب شہادت کی
میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے
مجھ کو جو کچھ مِلا یہیں سے مِلا یعنی اِس پاک سرزمیں سے مِلا
شاعرِ عہد آفریں سے مِلا نقدِ اظہار اِس یقیں سے مِلا
میرا سب کچھ مرے وطن کا ہے

یلغار کرو یلغار چلے

اب ولولۂ پیکار اٹھا اب تیغ کھلے تلوار چلے
توپوں کے دہانوں کی رَو پر یاران صبا رفتار چلے
یوں جنگ تہ افلاک کرو کفار کا سینہ چاک کرو
دشمن کی صفوں کو خاک کرو یلغار کرو یلغار چلے

بھارت سے نپٹ نندا پہ جھپٹ، سینا کو الٹ چاون کو پلٹ
خنجر کو اٹھا پرچم کو اڑا للکار انہیں للکار چلے
غزوات کا نقشہ کھینچ کے چل میداں میں نکل شمشیر میں ڈھل
دھرتی کے دھڑکتے سینہ پر توپوں کا دنا دن وار چلے

فوجوں کے سفینے توڑے ہیں دریاؤں کے دھارے موڑے ہیں
طوفان سے رشتے جوڑے ہیں گرداب اٹھے منجدھار چلے
وہ ڈھیر پڑے ہیں لاشوں کے زنّار بدوش مہاشوں کے
ہندو کی پرانی فطرت ہے بازار لگے بازار چلے

کل اس نے ہمیں للکارا تھا اب ہم نے اسے للکارا ہے
افواج کی صف شمشیر بکف لازم ہے کہ جمنا پار چلے
وہ کام کیا بمباروں نے بمباروں نے طیاروں نے
سرباز اٹھے شہباز اڑے دمساز لڑے کہسار چلے
شورشؔ کی زباں شمشیر و سناں شاعر کا بیاں غیرت کا نشاں
ہیبت کا جہاں یہ جوش رواں دھرتی پہ لہو کی دھار چلے



الجہاد و الجہاد و الجہاد

توڑ ڈالو ایک ہی یلغار میں بندِ فساد الجہاد و الجہاد و الجہاد و الجہاد

الجہاد و الجہاد

موت کا پیغام بن کر دشمنوں پر جا پڑو ملّتِ بیضا کے بیٹو آخری دم تک لڑو

الجہاد و الجہاد

عرصۂ جنگاہ میں توپوں کے جبڑے پھاڑ دو ہر محاذِ جنگ پر ہیبت کے جھنڈے گاڑ دو

الجہاد و الجہاد

قوتِ بازو کے بل بوتے پہ لو ان سے خراج ٹھیک ہو جائیگا بھارت کے خداؤں کا مزاج

الجہاد و الجہاد

ہر جواں کے ہاتھ میں تلوار ہونی چاہیئے ہر طرف اسلام کی یلغار ہونی چاہیئے

الجہاد و الجہاد

بے تحاشا جنگ کے میداں پہ ہلّہ بول دو حیدرِ کرارؓ کی غیرت کے پرچم کھول دو

الجہاد و الجہاد

دشمنوں کے مورچوں پہ آگ برساتے ہوئے　　غازیو آگے بڑھو توپوں کو سر کاتے ہوئے

الجہاد و الجہاد

بھارتی سینا کے سینوں میں سنانیں گاڑ دو　　پھاڑ دو جاون کی فوجوں کے کلیجے پھاڑ دو

الجہاد و الجہاد

دشمنوں کے سر بہر صورت اڑانے چاہئیں　　یہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر نہ جانے چاہئیں

الجہاد و الجہاد



دو ٹوک فیصلہ

میں کس زباں سے کہوں اس زمیں پہ کیا ہوگا
مجھے یقیں ہے یہاں کوئی معرکہ ہوگا

فضا میں نعرۂ تکبیر گونجتا ہوگا
مری نگر میں قیامت کا سامنا ہوگا

یہ فیصلہ ہے کہ دو ٹوک فیصلہ ہوگا
ہر اک محاذ پہ ڈٹ کر مقابلہ ہوگا

وطن پکار رہا ہے کہ سرحدوں کی طرف
غرورِ لشکرِ کفار توڑنا ہوگا

گیا ہے جس نے کبھی سامراج پر تکیہ
وہی مٹا ہے یہ دہلی کو سوچنا ہوگا

بتا دیا ہے مری فوج کے جوانوں نے
ہمارے ساتھ لڑوگے تو حشر کیا ہوگا

نشانِ حیدرِ کرار لے کے نکلیں گے
جدید دور کے خیبر کو توڑنا ہوگا

یہ بات وادیٔ گنگ و جمن کو یاد رہے
ہمالیہ پہ ہمارا ہی نقشِ پا ہوگا

مجھے یقیں ہے کہ بھارت کی چیرہ دستی پر
اداس اگلے جہاں میں مہاتما ہوگا

(یہ نظم سیاسی پیشگوئی کی حیثیت رکھتی ہے۔ سترہ روزہ جنگ سے ۳ ماہ ۱۸ دن پہلے
موزوں ہوئی اور ۲۴ مئی ۱۹۶۵ء کے چٹان میں شائع کی گئی)

عساکرِ پاکستان

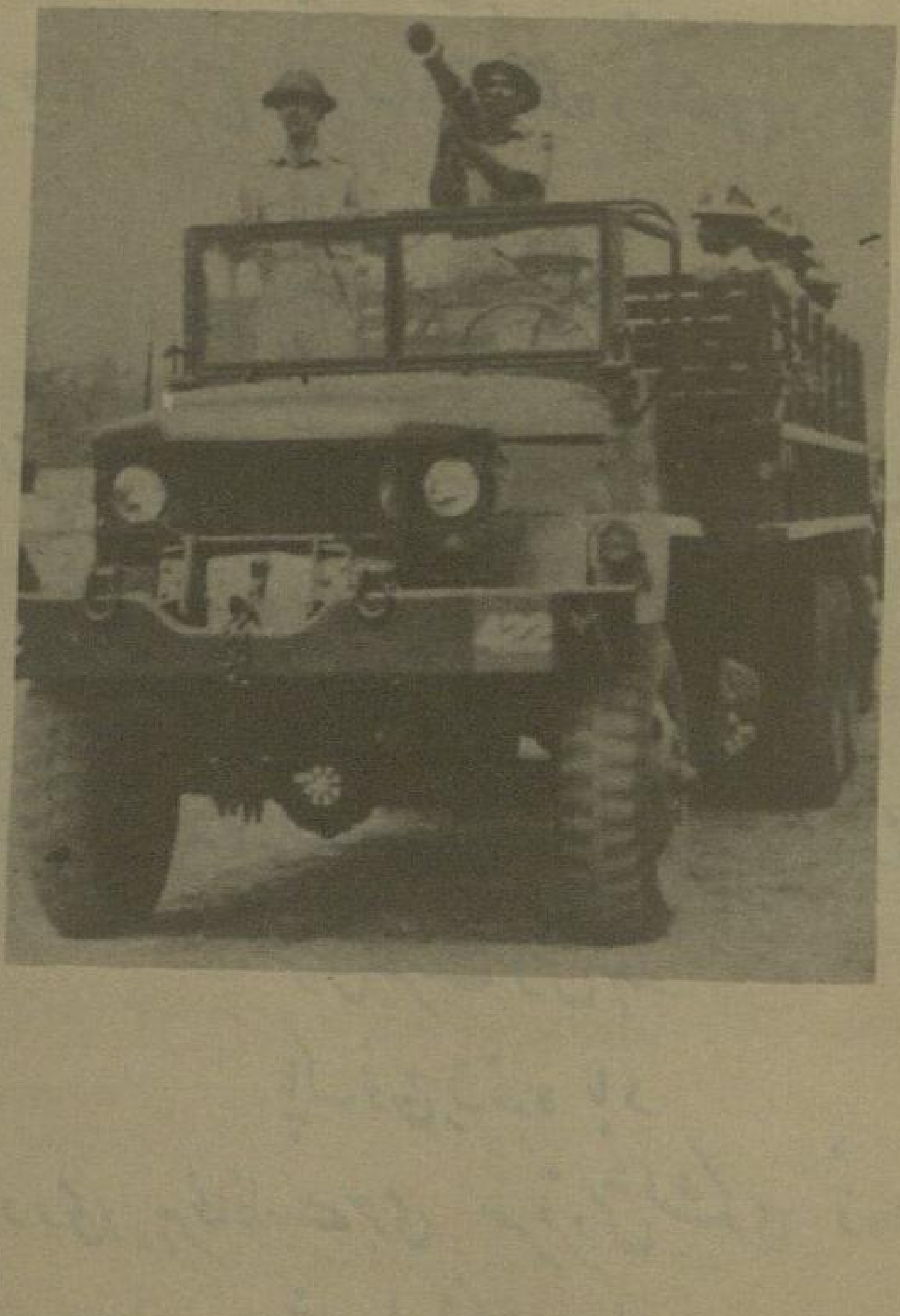
ہم مسلماں ہیں محمدؐ کے گھرانے والے   پرچمِ حیدرِ کرارؓ اٹھانے والے
ناچ تگنی کا مہاشوں کو نچانے والے   اینٹ سے اینٹ حریفوں کی بجانے والے
عرصۂ جنگ کی توقیر بڑھانے والے   غیرتِ لشکرِ اسلام دکھانے والے
جھومتے جھامتے میداں میں آنے والے   دبدبہ اپنی شجاعت کا بٹھانے والے
آسماں بوس پہاڑوں کو ہلانے والے   آگ توپوں کے دہانوں سے اڑانے والے

دُم دباتے ہوئے بھاگے ہیں کمیں گاہوں سے   دندناتے ہوئے لاہور میں آنے والے
خاک اُڑتی رہی رسوائی و پسپائی کی   مار کھاتے رہے چاوَن کے گھرانے والے
ایبک و لودھی و بابر کے قدم بھول گئے   دیو مالا کی روایات سُنانے والے
خیر کی اِن سے کوئی شخص توقع نہ کرے   تھے یہی عصمتِ سیتا کے چرانے والے

ہم نے گنگا کے کناروں پہ اذانیں دی ہیں   ہم ہیں بھارت کے دَر و بام ہلانے والے

ہم نے ہر عہد کے فرعون کو غرقاب کیا — ہم ہیں دریاؤں میں طوفان اٹھانے والے
ہم نے کفار کو منہ توڑ شکستیں دی ہیں — ہم ہیں ہر دور کی تاریخ بنانے والے

شورش اس راز سے ہر شخص کو آگاہ کرو
خاک ہو جائیں گے سب ہم کو ڈرانے والے



پاک فوج زندہ باد

پاک فوج زندہ باد
پیکرِ عزم و جہاد ناسخِ شر و فساد زندہ و پائندہ باد کامیاب و بامراد
پاک فوج زندہ باد
پاک فوج زندہ باد
لاجواب و لازوال پُرجمال و پُرجلال بے نظیر و بے مثال اس کا روکنا محال
اتحاد و اتحاد
پاک فوج زندہ باد
غازیوں کے سلسلے جگمگاتے قافلے لہلہاتے ولولے دندناتے حوصلے
خوش سرشت و خوش نہاد
پاک فوج زندہ باد
منبعِ دلاوری ہر لحاظ سے جری سرفروش لشکری ذوالفقارِ حیدری
شانِ لشکرِ جہاد

پاک فوج زِندہ باد

سرفروش و جاں نثار جُرأتوں کے رازدار شاہ سوار و شہ سوار بندگانِ کردگار

آخرت پہ اعتقاد

پاک فوج زندہ باد

لشکرِ عَلم کُشا سَیلِ فتح آشنا زلزلوں کے ہم نوا مرحبا و مرحبا

الجہاد و الجہاد

پاک فوج زندہ باد



نفیرِ جنگ

ہر اِک محاذِ جنگ پہ ان کو پچھاڑ دو
ہندوستاں کی فوج کا حلیہ بگاڑ دو

واہگہ کی سرزمیں پہ حریفانِ دوں نہاد
میرِ سپہ کی زیرِ قیادت پچھاڑ دو

بزدل اُٹھا چکے ہیں قدم ارضِ پاک پر
جس رُخ سے بھی یہ سامنے آئیں پچھاڑ دو

راون کا رُوپ دھار کے چاون نکل پڑا
بھارت کے وحشیوں کی طنابیں اُکھاڑ دو

محمودِ غزنوی کی شجاعت کا واسطہ
اصنامِ سومنات کے سینوں کو پھاڑ دو

محسوس کر رہا ہوں بہ قولِ ظفر علی
"ہر اِک حرام زادے کا حلیہ بگاڑ دو"

مشکل کُشا ہے ذاتِ خداوندِ ذوالجلال
دہلی پہ چل کے پرچمِ اسلام گاڑ دو

چھ ستمبر

شہیدانِ گلگوں قبا کو سلام
جوانانِ جہد و وغا کو سلام

دلوں میں غزا کا نشہ موجزن
محاذوں کی آب و ہوا کو سلام

قلم ذوالفقارِ علی ہو گئے
ادیبانِ نکتہ سرا کو سلام

بڑھی اس سے تاریخ کی آبرو
رہ و رسم مہر و وفا کو سلام

ہر اک پائلٹ پر خدا کا کرم
ہر اک توپچی کی ادا کو سلام

ہر اک نظم میں آب و تابِ جنوں
ہر اک شاعرانہ صدا کو سلام

نقیرانِ عزت نشاں مرحبا
جوانانِ درد آشنا کو سلام

مری قوم کے پاسبانوں کی خیر
مری مملکت کے لوا کو سلام

غلامانِ آلِ نبیؐ زندہ باد
فدایانِ خیر الوریٰ کو سلام

گئے دَور کے پیچ و خم الوداع
نئے دَور کی ابتدا کو سلام

جلال و جمالِ سپاہِ وطن
اساطیرِ صدق و صفا کو سلام

حکایاتِ گوشہ نشینی غلط
روایاتِ کرب و بلا کو سلام

سیاہ رات کو مژدۂ انقلاب　　　سحر کو مبارک صبا کو سلام

عزیز از دل وجاں ہے شورش، وطن
وطن کی مقدس فضا کو سلام



بڑھے چلو بڑھے چلو

میدانِ کارزار پہ چھاتے ہوئے چلو — جوشِ وغا کا نقش بٹھاتے ہوئے چلو
دہلی کی سرزمیں نے پکارا ہے ساتھیو — میرِ سپہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے چلو
گنگا کی وادیوں کو بتا دو کہ ہم ہیں کون! — جمنا پہ ذوالفقار چلاتے ہوئے چلو
آواز دے رہی ہے محاذوں کی آبرو — طوفانِ برق و باد اٹھاتے ہوئے چلو
ہر ایک سومنات کی تعمیر توڑ دو — ہر ایک بتکدے کو گراتے ہوئے چلو
اِسکے سوا جہاد کے معنی ہیں اور کیا؟ — اِسلام کا وقار بڑھاتے ہوئے چلو
نندہ ہے بدخمیر تو چاون ہے بددماغ — دونوں کا ننگ نام مٹاتے ہوئے چلو
لازم ہوئی ہے ہم پہ درندوں کی چھیڑ چھاڑ — بھارت کے وحشیوں کو مٹاتے ہوئے چلو
للکارتے ہیں لال بہادر کے سورما — ہر ایک کو ٹھکانے لگاتے ہوئے چلو
گاڑو زمینِ ہند میں اسلام کا علَم — مولا علیؓ کا زور دکھاتے ہوئے چلو

بھولو نہیں کہ حلقہ بگوشِ رسولؐ ہو
شورشؔ خدا کا خوف جتاتے ہوئے چلو

گھمسان کی جنگ،

جہاد و جنگ کی للکار ہم ہیں
خروشِ نعرۂ پیکار ہم ہیں

یہ نکتہ فاش ہے ہندوستاں پر
جو رُک سکتی نہیں، یلغار ہم ہیں

مسلمانوں کا خوں ضائع نہ ہوگا
پیمبرؐ کے علمبردار ہم ہیں

لگاؤ ہے صحابہؓ کی روش سے
نبیؐ کے غاشیہ بردار ہم ہیں

کسی عنواں سے بھی ظالم نہیں ہیں
خدا کے خوف کا اظہار ہم ہیں

حریفوں کو شکستِ فاش دیں گے
جلالِ حیدرِ کرّارؓ ہم ہیں

قسم ہے غازیانِ سربکف کی
غلام سیّدِ ابرارؐ ہم ہیں

دہل جاتے ہیں طوفانوں کے سینے
صدائے لشکرِ جرّار ہم ہیں

غزا کے چہرۂ گلگوں کی رونق
نشانِ جراتِ ایثار ہم ہیں

یہ مصرع نقش ہے تیغ و سناں پر
کفن بر دوش ہیں، تیار ہم ہیں

رسول اللہ کے صدقے میں شورشؔ
سرِ طاغوت پر تلوار ہم ہیں

ہم اُٹھے ہیں

آج پھر ملّتِ بیضا کے علم اُٹھے ہیں
آج پھر ایبک و بابر کے قدم اُٹھے ہیں

آج پھر اک بتِ کافر نے دکھائیں آنکھیں
آج پھر ہم سے اُلجھنے کو صنم اُٹھے ہیں

آج پھر ضربتِ کاری کا محل آپہنچا
آج پھر بادیہ پیمائے عجم اُٹھے ہیں

آج پھر شعر کے سانچے میں رجز ڈھلتا ہے
آج پھر نغمہ سرایانِ حرم اُٹھے ہیں

آج بجلی سے بھی کچھ تیز ہے آوازِ خطیب
آج شمشیر کے مانند قلم اُٹھے ہیں

بالِ جبریل کی پرواز نے احسنت کہا
سر بکف فوج کے بیباک قدم اُٹھے ہیں

آج سے کفر پہ فرمانِ قضا نافذ ہے
اب ہمارا ہے یہ اعلان کہ ہم اُٹھے ہیں

غازی یا شہید

ہم تو ہٹنے کے نہیں، جنگ ہی کا دور چلے　　اب جو تلوار چلی ہے تو بہر طور چلے
جنگ کا دَور چلے

ان مہاشاؤں سے ڈرنا نہیں سیکھا ہم نے　　چھیڑ بھارت کے سپوتوں سے ذرا اور چلے
جنگ کا دَور چلے

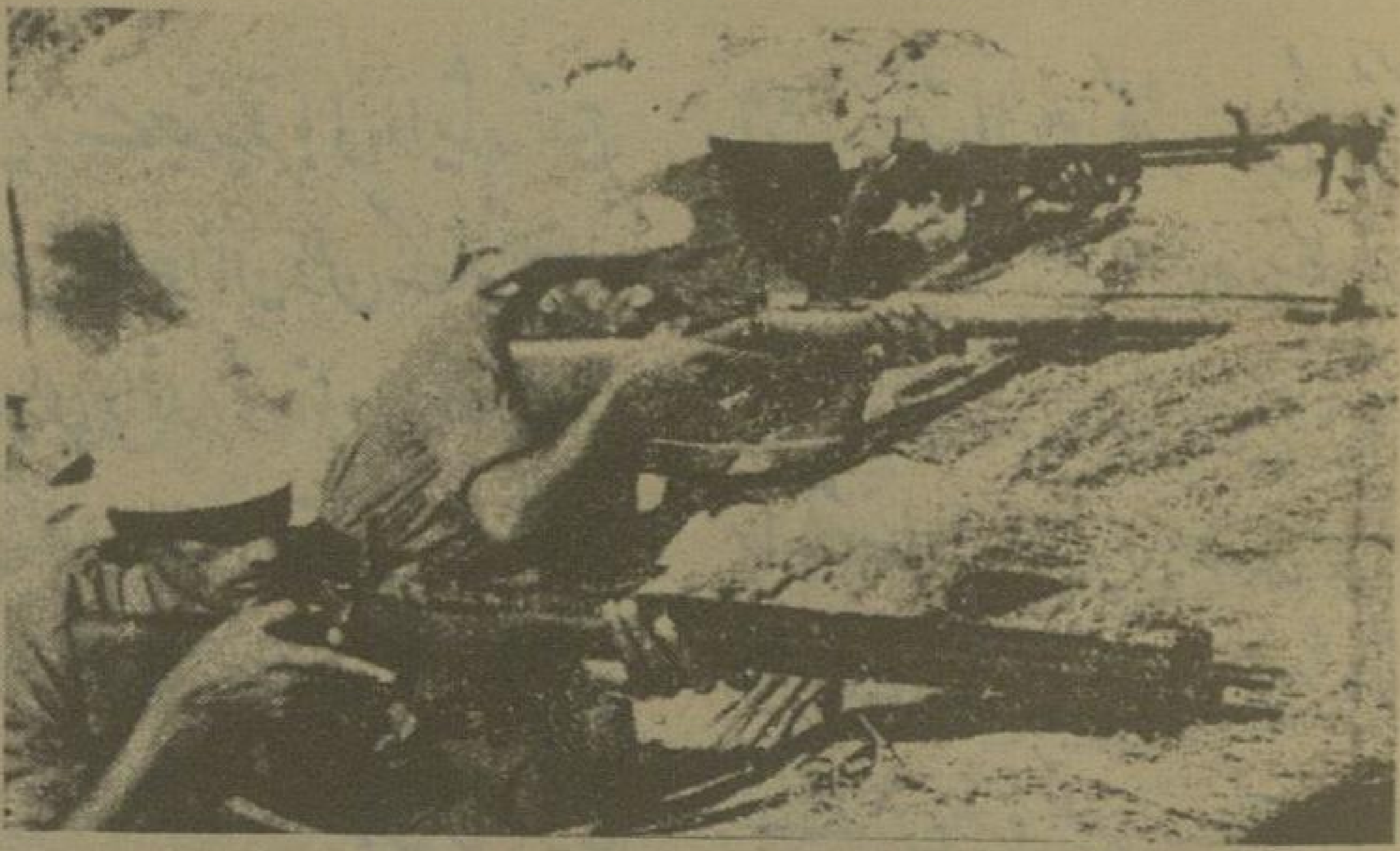
دھوم سے بھارتی سیناؤں کی ارتھی نکلے　　نرک کی آگ میں فوجِ ستم و جور چلے
جنگ کا دَور چلے

قرنِ اوّل کی روایاتِ مقدس کا جلال　　جس نے اس دَور میں دیکھا نہ ہو لاہور چلے
جنگ کا دَور چلے

چھمب اور اس کے نواحی کی فتوحات کے بعد　　جو بڑے طور سے آئے تھے وہ بے طور چلے
جنگ کا دَور چلے

چودھری، نندہ، مہابیر تیاگی، چاون　　اپنے انجام پہ کرتے ہوئے سب غور چلے
جنگ کا دَور چلے

مرتبہ مردِ مسلماں کا ہے غازی کہ شہید جس کو چلنا ہو وہ اسکے لئے فی الفور چلے
جنگ کا دَور چلے



آج

جوش پر ہے جذبۂ قربانی و ایثار آج
ڈٹ کے میداں میں کھڑے ہیں لشکرِ جرار آج

دب نہیں سکتے جوانانِ وطن کے حوصلے
محو ہو سکتا نہیں آوازۂ پیکار آج

بحری و بری جوانوں کی دنادن کے سبب
ہونے والا ہے مسلمانوں کا بیڑا پار آج

نورخاں کے بے اماں دستوں کی ہیبت الاماں
جا گھسے اپنے بلوں میں بھارتی ممبار آج

اس خدا کے فضل سے ہم رک نہیں سکتے کبھی
جس نے آساں کر دیا ہر عقدۂ دشوار آج

کانپتی ہیں خوف سے گنگ و جمن کی وادیاں
بھاگتے ہیں نعرۂ تکبیر سے کفّار آج

چین کے ہندوستاں پر حملۂ ترکانہ سے
ٹوٹ کر گرنے لگے ہیں ثابت و سیّار آج

قائدِ اعظمؒ کے بیٹوں کا تہوّر دیکھ کر
کانپ اُٹھے گاندھی و نہرو کے برخوردار آج

موج میں ہے ہر جہت افسانۂ جنگ و جدل
اوج پر ہے ہر طرف اسلام کی للکار آج

ہند کے نٹ کھٹ تماشے غاصبِ کشمیر ہیں
اندرا گاندھی کرے گی اس سے کیا انکار آج

جسکی رکھی تھی جواہر لال نہرو نے بِنا
ہل گئے ہیں اس عمارت کے در و دیوار آج

شورشؔ ان حالات میں تیغ و سناں سے کم نہیں
ربِ کعبہ کے تلطّف سے مرے اشعار آج

گھڑیال کی ٹن ٹن

لاہور نے ان سب کا نکالا ہے کچومر
گولوں کا دھماکہ ہو کہ توپوں کی دنادن

دو لخت ہوا بھارتی سیناؤں کا سینہ
واگہ سے بڑھے آ گئے تو گھمسان کا تھا رن

بارود کی برکھاؤں میں بموں کا تسلسل
جس طرح بنارس پہ برستا ہوا ساون

ہم زلف ہیں اس کارگہِ جنگ میں دونو
دونوں ہی سیہ کار ہیں نندا ہو کہ چاون

میزانِ سیاست میں لہو تول رہے ہیں
زردار ممالک کے مہا بیر مہاجن

کس موج میں ہیں بھارتی سیناؤں کے سینک
کس اوج پہ ہے لکشمی بائی کی چھناچھن

ہر ایک مہا پرش ہرے رام پکارا
توحید کے بیٹوں نے کئے وار دنادن

بڑھتے رہے جنگاہ میں توحید کے بیٹے
قرباں کیا اسلام کی آواز پہ تن من

تھامے ہوئے نکلے تھے مہادیو کا گھنٹہ
بھاگے تو پسِ پشت تھی گھڑیال کی ٹن ٹن

ہندوستان کے نام

کبھی اِس بات کو سوچا ہے بھارت کے مہا پُرشو
تمہارے ملک میں اِک داستاں ہم چھوڑ آئے ہیں

نہ یاد آئے تو پھر تاریخ کے اوراق میں دیکھو
بہت سے کارناموں کے نشاں ہم چھوڑ آئے ہیں

شجاعت شہسواروں کی، شرافت شہر یاروں کی
تمہارے پاس یہ دولت کہاں ؟ ہم چھوڑ آئے ہیں

وضُو کی دِلکشی کا عکس ہے جمنا کے پانی میں
کنارِ رودِ گنگا پر اذاں ہم چھوڑ آئے ہیں

نمازوں کا تقدّس مسجدوں کے صحنِ اقدس میں
کئی سو سال کی تاب و تواں ہم چھوڑ آئے ہیں

قدم ایبکؔ کے، غوریؔ کی سناں، محمودؔ کی ضربیں
ہزاروں بُت کدوں کے درمیاں ہم چھوڑ آئے ہیں

معین الدینؒ کی چوکھٹ، نظام الدینؒ کا روضہ
علاؤ الدین صابرؒ کا مکاں ہم چھوڑ آئے ہیں
نوادر علم و حکمت کے خدا نے جس کو بخشے تھے
وَلی اللہؒ ایسا نکتہ داں ہم چھوڑ آئے ہیں

جواہر لال نہرو کی چتا ہے آشنا اس سے
کہ یو پی میں عزیز لہائے رواں ہم چھوڑ آئے ہیں
غزل کی بات ہے لیکن زباں پر آ ہی جاتی ہے
نگاہِ دلبراں، زلفِ بتاں ہم چھوڑ آئے ہیں
سحر کی داستانیں، چاندنی راتوں کے افسانے
انہیں اپنے لئے رطب اللساں ہم چھوڑ آئے ہیں
بہت سے تذکرے مدفون ہیں دِلّی کی مٹّی میں
الٰہ آباد کو نوحہ کناں ہم چھوڑ آئے ہیں
سلام جہد حرّیت علی گڑھ کے جوانوں کو
کہ ان کے دامنوں میں اِک جہاں ہم چھوڑ آئے ہیں
غزل کا لوچ، لہجہ کی نزاکت، نظم کے تیور
ترے دامن میں اے ہندوستاں ہم چھوڑ آئے ہیں
زبانِ میرؔ و غالبؔ لوٹ لی آکاش وانی نے
یہ صدمہ کم نہیں اردو زباں ہم چھوڑ آئے ہیں

خیال اس کا نہیں اُس مُلک میں کوئی نہیں اپنا
ملال اس کا ہے یادِ دوستاں ہم چھوڑ آئے ہیں

عرب اُٹھا، عجم تڑپا، زمیں کانپی، فلک لرزا
تھا جن کا حوصلہ یہ، وہ جواں ہم چھوڑ آئے ہیں

دیارِ لکھنؤ کی شام، جیسے نورؔ کا تڑکا،
خود آئے ہیں مگر اپنا سماں ہم چھوڑ آئے ہیں

مجھے کہنا پڑا ہے اکبرِ اعظم کی نسبت سے
کوئی تو چیز ہے جس کے نشاں ہم چھوڑ آئے ہیں

مگر ہندوستاں کو شرم آ جائے یہ نا ممکن
اسے خوفِ خدا سے بدگماں ہم چھوڑ آئے ہیں

وقارؔ انبالوی اس پر غزل کہہ دیں تو بہتر ہے
جو اپنے پاس تھا شورش وہاں ہم چھوڑ آئے ہیں



پاکستان کی فوج کے سرفروش

کلام اس میں نہیں تیغ آب دار ہیں آپ ہمارے چہرۂ پُرجوش کا نکھار ہیں آپ
سلام شوق عساکر کے نوجوانوں کو بلالؓ و بوذرؓ و طارقؓ کی یادگار ہیں آپ
اگر ہو صلح تو رعنا غزال تاتاری اگر ہو جنگ تو شمشیرِ خوں فشار ہیں آپ
خدا کے خوف سے لبریز شیشۂ دِل ہے حضور خواجۂ کونینؐ پہ نثار ہیں آپ
تمام ملک ہے اس اعتماد پر نازاں جس اعتماد سے اس ملک کا وقار ہیں آپ
میں دیکھتا ہوں کہ مرحب میں حوصلہ ہی نہیں میں جانتا ہوں کہ آوازِ ذوالفقار ہیں آپ
سیالکوٹ کے ہر لشکری کی تاب و تواں مرے وطن مرے لاہور کی پکار ہیں آپ
خدا نے آپ کو اس قوم کا امین کیا کہ جس کے معرکہ آراؤں کی بہار ہیں آپ
فریب ان کی طبائع کا جزوِ لاینفک حلال خور جہاشوں کے راز دار ہیں آپ
کیا ہے سارے زمانے نے اعتراف اِس کا بلا ہیں برق ہیں شعلہ ہیں شہسوار ہیں آپ
وطن کی فوج ظفر موج کا جلال و جمال وطن کی عزت و حرمت کے پاسدار ہیں آپ

یہ نقش کوئی سیہ رُو مٹا نہیں سکتا
ہمیں کوئی رہ حق سے ہٹا نہیں سکتا

○

ہمارا فرض ہے یہ راز آشکار کریں / بتانِ ہند پہ ہرگز نہ اعتبار کریں
ہزار سال کی تاریخ اس پہ شاہد ہے / اٹھا کے تیغ جہاں داران پہ وار کریں
نشانِ راہ قدم ہیں عزیز بھٹی کے / مجاہدین یہی راہ اختیار کریں
حریف سامنے آئے تو کھال تک کھینچیں / ہر اک محاذ پہ ان کو ذلیل و خوار کریں
نہ رک سکے کبھی فوجوں کا بے اماں حملہ / بلند لشکرِ اسلام کا وقار کریں
بچے نہ فرد کوئی بھارتی لٹیروں کا / لہو سے ان کے زمینوں کو لالہ زار کریں
یہ معرکہ ہے یہاں درگزر سے کیا مطلب / یہ فیصلہ ہے کہ خنجر جگر کے پار کریں

لپک رہی ہیں ابھی بجلیاں فضاؤں پر
زوال آیا ہے بھارت کے نا خداؤں پر



ہر فرعونے را موسیٰ

ہند کے جنگی خداؤں کا نہیں کچھ اعتبار
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار و ہوشیار
ہوشیار و ہوشیار

ان بتوں نے جو کیا پامرد کر سکتے نہیں
رحم اور انصاف یہ بیدرد کر سکتے نہیں
ہوشیار و ہوشیار

انکی ذہنیت میں دھوکا انکی فطرت میں دغا
خوب! فوجوں کے سپہ سالارِ اعظم نے کہا
ہوشیار و ہوشیار

دشنۂ ایام ان کو چاٹ جائیگا ضرور
خنجرِ اسلام ان کو کھاٹ کھائیگا ضرور
ہوشیار و ہوشیار

مختلف اوقات میں دیکھا انہیں بزدل ہیں یہ
خیر کی ان سے توقع باپ کے قاتل ہیں یہ
ہوشیار و ہوشیار

جابر و سفاک ہیں عیار و حیلہ کار ہیں
ان سے چوکنے رہو یہ فطرتاً مکار ہیں
ہوشیار و ہوشیار

بربریت میں یگانہ بزدلی میں بے مثال　　آگیا نزدیک ڈنڈی مار بنیوں کا زوال

ہوشیار و ہوشیار

چودہری کی فوج کو غرقاب کرتے جائیے　　بھارتی لشکر کے فرعونوں کو موسیٰ چاہیئے

ہوشیار و ہوشیار



کھیم کرن

(محاذِ جنگ کی سیاحت کے بعد ایک تاثر)

شبھ نام، مہاراج کا چاون کہ چون ہے
وہ مار پڑی ہے کہ نشہ ان کا ہرن ہے
یہ کارگہ کھیم کرن، کھیم کرن ہے
یہ کارگہ کھیم کرن، کھیم کرن ہے

آئے تھے بڑے زور سے منہ زور مہاشے
یوں بیٹھ گئے جس طرح پانی میں بتاشے
کھادی کا جو ملبوس تھا اب ان کا کفن ہے
یہ کارگہ کھیم کرن، کھیم کرن ہے

یہ لوگ کبھی ڈٹ کے لڑے تھے نہ لڑے ہیں
لاشوں کے ذخیرے ہیں کہ میداں میں پڑے ہیں
میداں نہیں عبرت کدۂ گنگ و جمن ہے
یہ کارگہ کھیم کرن، کھیم کرن ہے

ہر گام پہ عبرت ہے مکیں ہیں نہ مکاں ہے
باقی ہے کوئی چیز تو مرگھٹ کا دھواں ہے
دھرتی ہے بھگوڑوں کی شغالوں کا وطن ہے
یہ کارگہ کھیم کرن، کھیم کرن ہے

ہرگز نہیں بھارت کے مہاشوں کو خدا یاد
مرنے کا سلیقہ ہے نہ جینے کی ادا یاد
قزاق ہیں قزاق یہی ان کا چلن ہے
یہ کارگہ کھیم کرن، کھیم کرن ہے

گنگا ہو کہ جمنا، یہی کرتے ہیں اشارا
دِلّی بھی ہماری ہے علی گڈھ بھی ہمارا
شورش دل و دیدہ میں نہاں ان کی لگن ہے
یہ کارگہ کھیم کرن، کھیم کرن ہے

تشکّر و امتنان

یہ واضح ہو گیا کیا چیز ہے ہندوستاں ہم ہیں
خدا کے فضل سے اس معرکہ میں کامراں ہم ہیں

بڑھا دی جان دیکر مولدِ اقبال کی عظمت
جوانوں نے کہ جنگی جرأتوں کے رازداں ہم ہیں

یہ شانِ استقامت کر دیا لاہور نے ثابت
بلالؓ و بوذرؓ و سلمانؓ و طارقؓ کا نشاں ہم ہیں

اٹھیں تو گردشِ دوراں قدمبوسی کو حاضر ہو
بڑھیں تو لشکرِ کفار پہ تیغِ رواں ہم ہیں

چلیں تو مہر و مہ کی رونقیں قربان ہو جائیں
گریں تو خرمنِ اشرار پر برقِ تپاں ہم ہیں

ہمارے ولولوں کی تاب کافر لا نہیں سکتے
رسول اللہ کے اعجاز سے شعلہ فشاں ہم ہیں

نکل آئیں سرِ میداں علیؓ کا بانکپن لے کر
تو پھر دشت و جبل میں ہیبتِ شیرِ ژیاں ہم ہیں

کمالِ کامیابی دیدہ ور ہی دیکھ سکتے ہیں
ہزاروں نصرتیں ہمراہ ہیں شورشؔ جہاں ہم ہیں

حقیقت بھارتی سینا کے نیتا بھی سمجھتے ہیں
لڑائی کے نتیجے میں کہاں وہ ہیں کہاں ہم ہیں

ہر اک رُخ سے ہمیں گر کامیابی ہو گئی حاصل
تو اے ربِّ جہاں تیرے لئے رطب اللساں ہم ہیں

شہیدانِ وطن نے سرحدوں کی آبرو رکھ لی
سلام اُن پر کہ اُنکی تربتوں پر گلفشاں ہم ہیں

ہمیں جینا بھی آتا ہے ہمیں مرنا بھی آتا ہے ۔۔۔ بحمد اللہ روایاتِ کہن کے پاسباں ہم ہیں
کیا بھی ہے کبھی محسوس اے بھارت کے نیتاؤ! ۔۔۔ تمہاری سر زمیں پر آج تک بھی حکمراں ہم ہیں

خدا نے ہم کو شورِ حشر بازوئے خیبر شکن بخشا،
اسی نسبت سے اِس دنیائے دوں کے پاسباں ہم ہیں



توپچی

آگ توپوں کے دہانوں سے اُڑانے والے
نام کفّار کی فوجوں کا مٹانے والے

سینہ تانے ہوئے مَیدان میں آنے والے
بجلیاں خرمنِ باطل پہ گرانے والے

کرۂ ارض کی توقیر بڑھانے والے
اِک نئے دَور کی تاریخ بنانے والے

آرزو قوم کی پروان چڑھانے والے
آبرو ملک کی دشمن سے بچانے والے

دَن دنادن سے حریفوں کو جھکانے والے
گھن گھنا گھن سے محاذوں کو ہلانے والے

اِن سے لرزاں ہے فلک اِن سے ہراساں ہے زمیں
یہ مجاہد ہیں قیامت کے نشانے والے

گڑگڑاتے ہوئے جاڑوں کی سیہ راتوں میں
مہر و مہتاب کا اعجاز دکھانے والے

اپنے اللہ کی تکبیر کے بل بوتے پر
ہند کی فوج کو خاطر میں نہ لانے والے

اِنکی ہمت نے لیا نندہ وچاوَن سے خراج
دنگ ہیں اِنکی شجاعت پہ زمانے والے

اِن سے جو شخص بھی اُلجھے گا خطا کھائے گا
یہ ہیں دریاؤں سے طوفان اٹھانے والے

توپچی ہے مری اِس نظم کا عنواں شورش
مرے اشعار محاذوں پہ ہیں گانے والے

مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

مشرقی پاکستان کو سلام،

میں نے دیکھا ہے، انہیں مانندِ تیغِ بے نیام　　مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام،
حوصلے انکے جواں تھے ولولے ان کے مدام　　ان کا نعرہ انتقام و انتقام و اِنتقام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

بھارتی سیناؤں کے سینک فنا کرتے گئے　　ہر طرف اللہ اکبر کی صدا کرتے گئے
بازوئے لاہور بن کر حق ادا کرتے گئے　　تھا شریکِ حال ان کا لطفِ ربِّ خاص و عام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

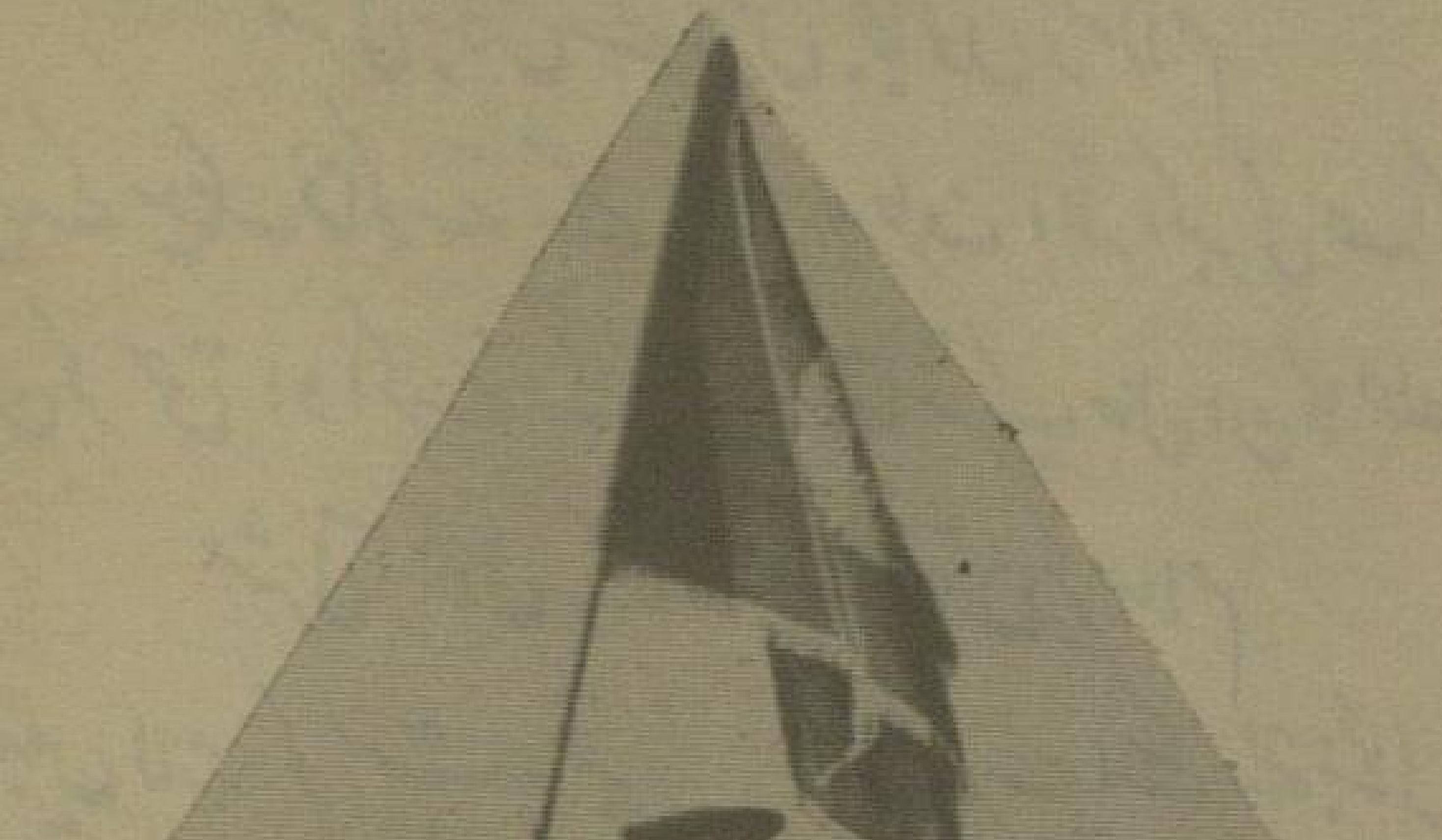
اِس حقیقت کی نہیں لاہور کو شاید خبر　　کٹ مرے اسکے لئے بنگال کے لختِ جگر
جا گھسے لالاؤں کی فوجوں میں سینہ تان کر　　اپنے بل بوتے پہ بالا کر لیا اپنا مقام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

وہ حسیں، جنکے سہانے کھیت نغمہ زار ہیں　　وہ جری جن کے گلے میں نصرتوں کے ہار ہیں
وہ مجاہد جن کے بازو حیدری تلوار ہیں　　خوش مزاج و خوش نہاد و خوش سرشت و خوش خرام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

ہم انہیں تلوار سے نا آشنا سمجھا کئے ہم انہیں عشق و محبت کی صدا سمجھا کئے
ہم انہیں نغمہ گر و نغمہ سرا سمجھا کئے رن پڑا تو کر دیا بھارت کا جینا تک حرام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

اِن کی آوازوں میں شہنائی نہیں شمشیر ہے ان کے تابڑ توڑ حملوں کا صلہ کشمیر ہے
ان کی یلغاروں کا عنواں نعرۂ تکبیر ہے کوئی بھی ان کو بنا سکتا نہیں اپنا غلام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام

اس زمانہ میں حنین و بدر کی آواز ہیں یہ مجاہد قرنِ اوّل کے نشانہ باز ہیں
یہ دلاور سرزمینِ پاک کے دم ساز ہیں اِن کے سینوں میں دھڑکتا ہے محمدؐ کا پیام
مشرقی بنگال کے آتش بجانوں کو سلام



সালাম-পূর্ব পাকিস্তান!

মূল : সোরিশ কাশ্মীরী

অনুবাদ : আবুল কালাম মুস্তাফা

(১)

দেখেছি তাদেরে কোষবিমুক্ত অসির মতন জ্যোতিষমান,
তস্‌লীম! পাক-বাঙ্‌লার বীর,—অগ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ!

আশা যে তাদের আকাশচুম্বী, লক্ষ্য তাদের অচঞ্চল,
কণ্ঠে তাদের 'প্রতিশোধ', চোখে প্রতিহিংসার জ্বলে অনল!

সত্যের তরে অকাতরে তারা হেলায় জীবন করিল দান!
তস্‌লীম! পাক-বাঙলার বীর,—অগ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ!

(২)

ধৃষ্ট অরির পাশব শক্তি চূর্ণিল এরা—অমিত বল,
যেথা গেলো তারা তক্‌বীর-রবে কাঁপায়ে তুলিল গগন তল!

লাহোর-ফ্রন্টে তারাই দাঁড়ালো, তারাই লড়িল সিংহপ্রায়,
আল্লার দয়া, তাঁহারি আশীস ছিলো তাহাদের সাথী-সহায়!
ঈমানের বলে বলীয়ান হয়ে রাখিল এরাই জাতির মান!
তস্‌লীম! পাক-বাঙলার বীর,—বহ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ!

(৩)

লাহোরবাসীরা?—তারাও হয়তো জানিতে পায়নি এই খবর:
তাহাদেরি তরে পাক-বাঙলার ভায়েরা মরিয়া হলো অমর!
উন্নত শিরে, স্ফীত বুকে এরা দুশ্‌মনে দিল ভীষণ মার,
চূর্ণ করিল তাদের অলীক অস্ত্রবলের অহংকার!
মহাগরিমার উচ্চতম সে চূড়ায় উড়ালো পাক-নিশান!
তস্‌লীম! পাক-বাঙলার বীর,—অগ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ!

(৪)

মলয়-উতল যে-শ্যামল ভূমি স্পন্দিত শত সুরের ঘায়,
ধান-পাটখেত ঝংকৃত সারী-জারী ভাটিয়ালী-মূর্ছনায় !
সে-দেশের হল-হালধারী ছেলে অসিধারণেও সমনিপুণ,
শতজয়-গাথা রচিল তাহারা অসি মুখে মেখে শত্রু-খুন !
তাদের বিশাল বাহু শেরে-খোদা আলীর অসির মতো সবল,
তাহারা শান্ত-শিষ্ট-নম্র, তাহাদের মুখ হাসি-উজ্জ্বল !
(হিমালয় সম কঠোর তাহারা, স্নিগ্ধ-কোমল ফুল সমান !)
তস্‌লীম ! পাক-বাঙলার বীর,—অগ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ !

(৫)

ভাবিতাম মোরা : এরা যে নিরীহ, যুদ্ধ এদের কর্ম নয়,
আঁখিনীরে তিতি, গায় এরা নিতিপ্রেম-প্রীতি-গীতি, প্রণয়-জয় !
ভাবিতাম : এরা কেবলই কোমল সজল সুরের গায় গজল,
কিন্তু যুদ্ধ-ডাক এলো যবে, দেখিনু এদের শৌর্য-বল !
ভারত-দানবে টুটি টিপে তার ওষ্ঠ আগত করিল প্রাণ !
তস্‌লীম ! পাক-বাংলার বীর,—অগ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ !

(৬)

আওয়াজে তাদের অসি ঝন্‌ঝা, যেনো মৃত্যুর ক্রূর আদেশ,
নেই তাতে নেই সানাই-মধুর ললিত মেয়েলি সুরের লেশ !
তাদের শানিত অস্ত্র ছিনিয়া আনিবে মুক্তি কাশ্মীরের,
নারা-তকবীর রণহুঙ্কার দুর্জয় এই বীরদলের !
বিশ্বে কেহই পারেনা এদেরে গোলামী শরাব করাতে পান !
তস্‌লিম ! পাক-বাঙলার বীর,—অগ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ !

(৭)

তারা হুনাইন আর বদরের ডাক—এ-যুগের, অদ্যকার,
এই বীরেরাই আল-কোরানের শ্লোক পুঞ্জের ভাষ্যকার !
ক্রূর শত্রুর ছোবল হইতে প্রাণাধিক দেশ পাকিস্তান
রক্ষা করিল মহাবিক্রমে পাক-বাঙলার বীর মহান !
তাদেরি বক্ষে বিশ্বনবীর পুত-বাণী সদা স্পন্দমান !
তস্‌লীম ! পাক-বাঙলার বীর,—অগ্নি-দীপ্ত অজেয় প্রাণ।

An Ode To East Pakistan

—SHORISH KASHMIRI—

Yes, I have seen them fighting,
These men, so few in numbers,
A naked sword of valour,
A fitful group of firebrands,
A vengeful set of soldiers,
A wall of faith and passion.
Oh! the fiery sons of Bengal
My heart goes out to greet you!

The mighty Indian army,
They swept away in battle.
They stood as grim defenders
Of the city of Lahore.
They cried that God was with them
And God was on their side.
Oh! the fiery sons of Bengal
My heart goes out to greet you!

The people of Lahore,
Oh they hardly knew
While the battle raged
That the valiants of Bengal
Had rushed onto the enemy
And sent him scampering home.
And God was in their hearts,
And all they had to fall back on
Was gallant self-reliance.
Oh! the fiery sons of Bengal
My heart goes out to greet you!

Their homes are far and distant,
Their fields are green and lovely;
And their arms a cold scimiter
Of the great and glorious Ali.
And victory like a garland,
It hangs around their necks.
Oh! the fiery sons of Bengal
My heart goes out to greet you!

And everybody said
'The sword is not their weapon,
They sing and dance
Their way through life,
Our brothers in Bengal.'
But when the battle came,
They did not sing, they fought,
They fought like men possessed.
Oh! the fiery sons of Bengal
My heart goes out to greet you!

Their battle-cry was blood;
And the flute was heard no more.
And the name of God
Was on their lips;
Their prize, the Indian soil.
They were not born for bondage,
And death for them is life.
Oh! the fiery sons of Bengal
My heart goes out to greet you!

They truly are the Faithful,
And in their gallant battle,
Re-lived Hunain and Badr.
And death, it shall not touch them,
For in their hearts is the word of God
And the message of Mohammad.
Oh! the fiery sons of Bengal
My heart goes out to greet you!

Translated by KHALID HASSAN

ایک محاذ پر ملاقات کے تاثر،

انہیں ہمارا سلام پہنچے،

بریگیڈیئر امیر عبداللہ خاں نیازی،

چیتے کی جھپٹ اسمیں ہے شاہیں کی ادا ہے
جس سمت نکل جائے قیامت ہے بلا ہے

دھاک اپنی شجاعت کی پہاڑوں پہ بٹھا کر
خونخوار پٹھانوں کا جگر چیر دیا ہے

لاتا نہیں خاطر میں حریفوں کے عساکر
اِس شخص کا ہر شخص سے انداز جُدا ہے

لکھیئے اسے موسیٰ کا جواں سال سپاہی
ایوب کا بازو اسے کہیئے تو بجا ہے

چہرہ سے عیاں عشقِ صحابہ کی تب و تاب
سینہ میں نہاں جذبۂ تسلیم و رضا ہے

اللہ پہ کرتا ہے بہر حال بھروسہ
توپوں کی دنادن میں ارڑدھم کی صدا ہے

ڈٹ جائے تو شورش اسے ہٹنا نہیں آتا
چھڑ جائے اگر جنگ تو پھر قہرِ خدا ہے

میجر جنرل اَبرار حسین

منہ زور جہاشوں کو سبق ایسا دِیا ہے
رن اسکی شجاعت سے ابھی کانپ رہا ہے

جس سمت نکل جائے حریفوں میں ہو ہلچل
نیزے کی اَنی، خنجرِ بُرّاں کی صدا ہے

چہرے پہ شریفانہ تہوّر کی تب و تاب
فکر اس کی درخشاں ہے تو ذہن اس کا رسا ہے،

"دریاؤں کے دِل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں"
اِس مصرعِ اقبالؒ کے سانچے میں ڈھلا ہے

جس خاک سے اٹھے تھے کبھی طارقؓ و خالدؓ
اس خاکِ مقدس سے خمیر اس کا اٹھا ہے

اسلام میں اللہ کے بندے ہیں ابھی تک
نزدیک سے دیکھا تو یہ محسوس کیا ہے

شورشؔ یہ حقیقت ہے کہ اس شخص کو حاصل
اللہ کی رحمت ہے پیمبرؐ کی دُعا ہے

میجر جنرل ٹکا خان

جرأت کا نمونہ ہے شجاعت میں ڈھلا ہے
شمشیرِ جگر دار ہے تقدیرِ وغا ہے

الفاظ ہیں سادہ تو معانی ہیں کشادہ
محسوس یہ ہوتا ہے کوئی مردِ خدا ہے

فولاد کے بازو ہیں، نظر تیغ کے مانند
دشمن ہو مقابل میں تو پیکانِ قضا ہے

اس شخص سے سیکھے کوئی جینے کا سلیقہ
میداں میں اُتر آئے تو سیلابِ بلا ہے

دیکھا تو یہ محسوس کیا اہلِ قلم نے
ایسا بھی جواں مادرِ گیتی نے جنا ہے

اس شخص میں مضمر ہے جلال ابنِ علیؓ کا
کوروں کے بلی معرکہ آرا ہیں تو کیا ہے؟

اس مصرعِ ثانی میں خدو خال ہیں اسکے
بھارت کے سپوتوں نے مزہ اسکا چکھا ہے

مرے وطن کے پاسباں

گلاب و گل کے راز داں چمن چمن کے پاسباں
مثالِ بحرِ بیکراں کشاں کشاں رواں دواں
مرے وطن کے پاسباں

نوائے کار زار ہیں غضب کے شہسوار ہیں
قضا کا تیز وار ہیں صدائے کردگار ہیں
مرے وطن کے پاسباں

ادائے دل نواز ہیں نوائے سوز و ساز ہیں
عقاب و شاہباز ہیں بڑے ہی پاکباز ہیں
مرے وطن کے پاسباں

بڑھے وطن کی آبرو یہی ہے ان کی آرزو
یہی ہے ان کی جستجو صبا سرشت و نیک خو
مرے وطن کے پاسباں

بہ فیضِ انقلابِ نَو　　وفا کے ولولوں کی لَو
مجاہدینِ صف بہ صف　　علم کشا و تیز رو

مرے وطن کے پاسباں

جلال ہیں جمال ہیں　　غزا کی چال ڈھال ہیں
وغا کے خدو خال ہیں　　اویسؓ ہیں بلالؓ ہیں

مرے وطن کے پاسباں

روش روش چمن چمن　　نگر نگر، وطن وطن
سپاہِ زلزلہ فگن　　دلاورانِ صف شکن

مرے وطن کے پاسباں

نہ راگ سے نہ رنگ سے　　لگاؤ ہے تو جنگ سے
جہاد کی امنگ سے　　وطن کے نام و ننگ سے

مرے وطن کے پاسباں



پنج نعرے پنجتنی

اِس طرح دشمن پہ چڑھ دوڑے ہمارے لشکری — چاٹتا پھرتا ہے اپنے زخم ابتک چودھری
زلزلہ افگن محاذوں پر ہوئے خیبر شکن — پنج نعرے پنجتنی اور ایک نعرہ حیدری
لرزہ براندام کافر، سرنگوں باطل پرست — پٹ پٹا کے رہ گئے سب مرجی و عنتری
بحر و بر پر نقش ہے اللہ اکبر کی صدا — ثبت ہے ارض و سما پر اک خدا کی برتری
چھاگلہ کو بات کرنے کا سلیقہ ہی نہیں — بیچ کر ایمان بن بیٹھا ہے سِکھشا منتری
کیا پتہ کی بات پوچھی ہے عوام الناس نے — چھاگلہ جی اور بھی ہوتی ہے کوئی کافری؟
چین اور اُسکے جیالوں کو سلام تہنیت — زیب دیتی ہے انہیں افریشیائی رہبری
قاہری بے دلبری، فعلِ عبث، حرفِ غلط — دلبری بے قاہری عشوہ گری یا ساحری

ہر گھڑی افتاد میں اسلام آڑے آگیا
بتکدوں سے کر گئے رحلت بتانِ آذری

میرا قلم بھی جنگ میں تلوار ہو گیا

ہندوستاں سے برسرِ پیکار ہو گیا
میرا قلم بھی جنگ میں تلوار ہو گیا

دشمن کے خوں کی مانگ محاذوں پہ بڑھ گئی
ہر ذرہ اِس لہو کا خریدار ہو گیا

ہر ایک مورچہ میں محاذوں کا غلغلہ
فرمانِ انقلاب کی للکار ہو گیا

زندہ دلانِ شہر نے ایسا دیا ثبوت ،
لاہور ہر لحاظ سے بیدار ہو گیا

جوشِ جہاد ، خواجۂ کونینؐ کے طفیل
اقبالؔ کے وطن کا نگہدار ہو گیا

ٹینکوں کے ہلہلے میں چونڈہ کا معرکہ
چاوَن کے حق میں تیغِ جگر دار ہو گیا

اہلِ قلم کے زورِ نگارش کا آفتاب
ہر منزلِ جہاد پہ ضَو بار ہو گیا

جہدِ وغا کی تازہ روایت کا شکریہ
طبعِ رواں پہ ذکرِ بتاں بار ہو گیا

پیمانۂ سخن میں شرابِ نوی کا نور
شہرِ وفا میں عکسِ رُخِ یار ہو گیا

زورِ بیاں میں تازہ اُمنگوں کا ولولہ
افکارِ نو میں برق کی رفتار ہو گیا

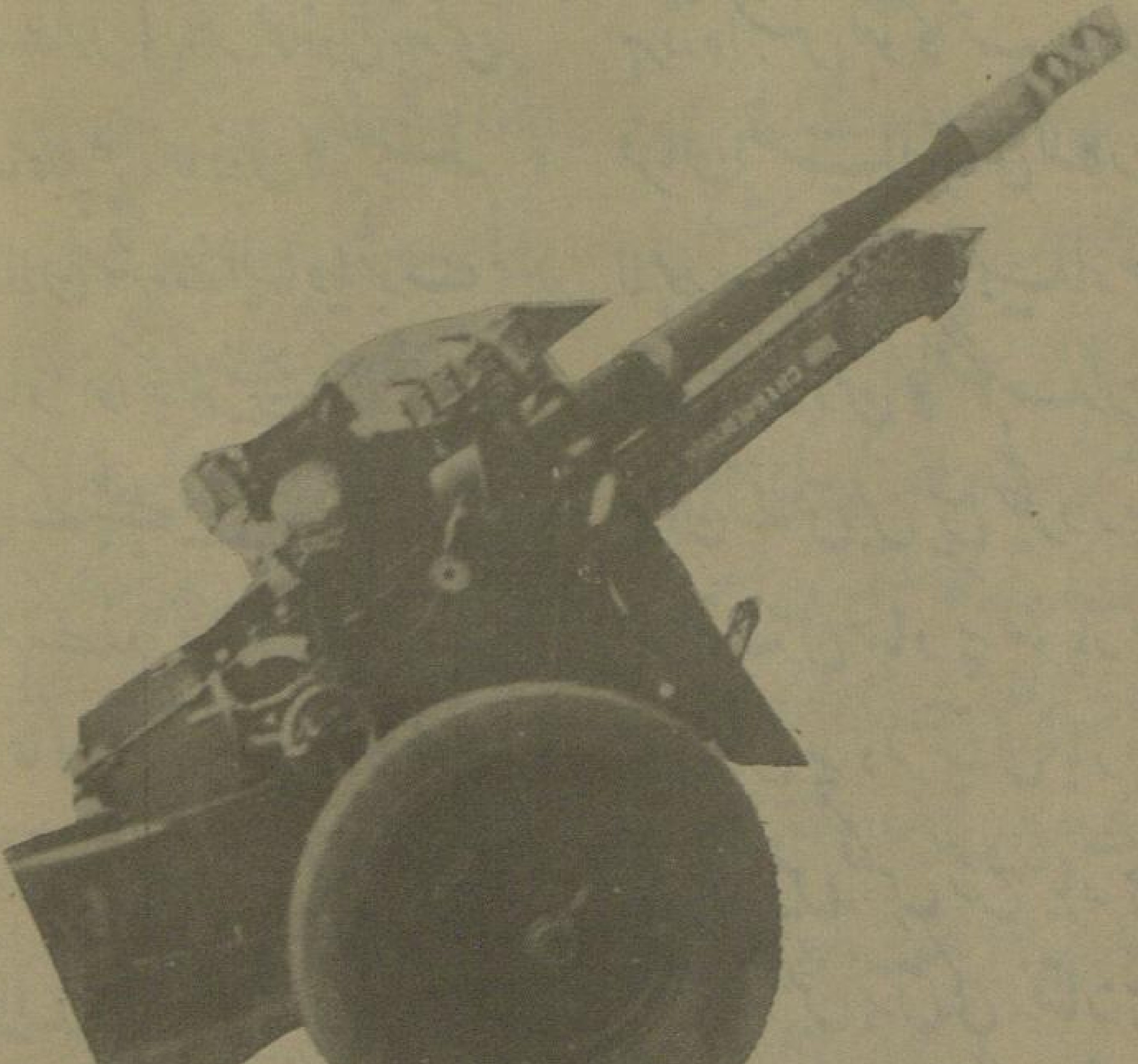
بادہ کشانِ عشقِ پیمبرؐ نکل پڑے
اِس صف میں جو بھی آ گیا سرشار ہو گیا

پرچم کھلا روایتِ بدر و حنینؐ کا
صدیوں کی آب و تاب کا اظہار ہو گیا

گنگا کی وادیوں سے اذانیں اُبل پڑیں / جمنا کا رعب و داب نگوں سار ہو گیا
یارانِ خوش نہاد، عزیزانِ خوش سرشت / جس مورچہ پہ ڈٹ گئے مسمار ہو گیا
میرے وطن کی فوجِ ظفر موج کا جلال / ہندوستاں کے حق میں قضا کار ہو گیا
تاریخ ساز چہرے درخشندہ ہو گئے / روشن جہاں پہ جذبۂ ایثار ہو گیا
اعجازِ فکر، حسنِ تخیّل، زباں کا لوچ / ان کا خمیر سطوتِ گفتار ہو گیا

شورشؔ مرے مطالبِ افکار کا جلال
طوفان بن گیا، کبھی یلغار ہو گیا

(ٹیلی ویژن لاہور)



شہ پارہ

سورماؤں کو بہ فرمانِ قضا مارا ہے
دیدنی لشکرِ اسلام کا نظارا ہے
اُڑ گئے ضربتِ لاہوُ سے دہلی کے حواس
کفر کو فوجِ ظفر موج نے للکارا ہے
بھاگ نکلے ہیں سیاہ پشت حریفوں کے جنود
ان کی سیناؤں نے میدانِ وغا ہارا ہے
ہند! اب لال بہادر کی چتا روشن کر
دل ترے "لشکرِ جرار" کا صد پارا ہے
ہم نے جو مورچے جیتے ہیں وہ شہ پارے ہیں
اس رعایت سے مری نظم بھی شہ پارا ہے

لاہور

۱

جن دنوں تھا گرم میدانِ وغا لاہور میں
ذات تھی اللہ کی مشکل کشا لاہور میں

بھارتی سینائیں باٹا پور کے نزدیک تھیں
لا رہی تھی ہانک کر انکو قضا لاہور میں

شوقِ جمخانہ کی رَو میں چودھری تھے گرم رَو
لشکرِ اسلام سے پالا پڑا لاہور میں

بھارتی فوجوں کا بیڑا کس طرح ہوتا ہے غرق
دیکھتی آنکھوں یہ نظارہ کیا لاہور میں

اِن پرانے بزدلوں نے کیا لیا اور کیا دیا
یہ وہ عقدہ ہے کہ جو اُن پر کھلا لاہور میں

پالیا اس کا مزہ ہندوستاں کی فوج نے
سخت تر ہے حملہ آور کی سزا لاہور میں

آئے تھے منہ زور کافر آہنی توپوں کے ساتھ
ہو گیا لیکن بلا کا سامنا لاہور میں

عام ہے دعوت انہیں لاہور تک آئیں ضرور
پائیں گے اپنے لئے قہرِ خدا لاہور میں

رات کے تاریک سناٹے میں ہلّہ بول کر
اپنے کرتوتوں کا چکھا ہے مزا لاہور میں

کانگرس بدنام، بھارت سرنگوں، سینا ہلاک
ایک افسانہ تھا جو لکھا گیا لاہور میں

بلبلِ بستانِ معنی ہیں سبھی اہلِ قلم!
ایک شورش ہی نہیں نغمہ سرا لاہور میں

۲

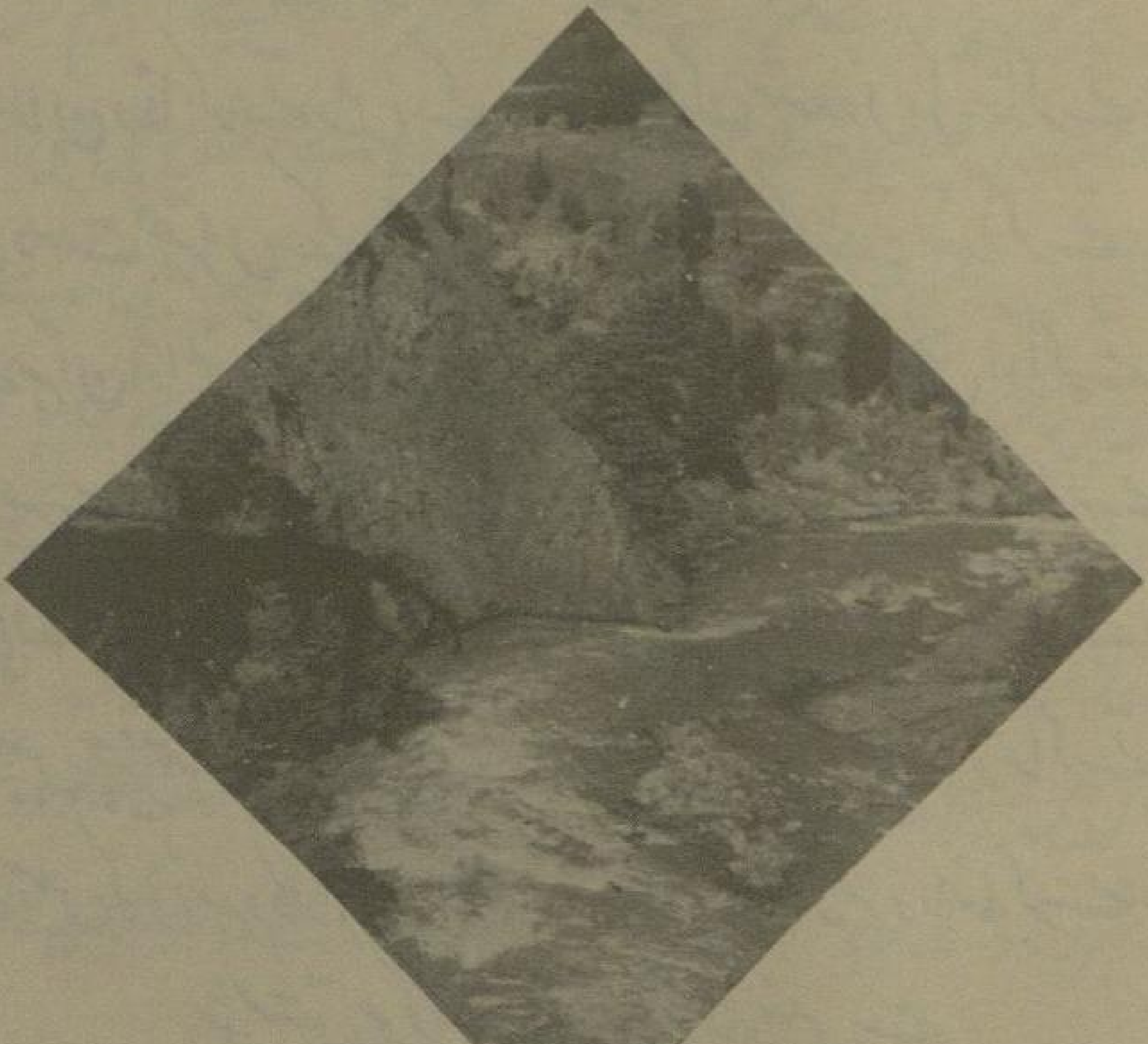
گردشِ دوراں نے ہنگامہ کیا لاہور میں — ڈٹ گئے لیکن عزیمت آشنا لاہور میں
ہر طرف ہے فوج زندہ باد کے نعروں کی گونج — تیز تر ہے ضربتِ اہلِ وغا لاہور میں
میرے بچّو! دشمنوں کے سر اڑانے چاہئیں — مائیں دیتی ہیں شہادت کی دُعا لاہور میں
یہ چمن اور اس چمن کے رہنے والوں کو سلام — آرہی ہے ہر طرف سے یہ صدا لاہور میں
فرِ جاوداں رعبِ نندا غازیوں کے زیرِ پا — جم چکا ہے رنگِ تسلیم و رضا لاہور میں
کوئی لا سکتا نہیں داتا کی نگری کا جواب — پھوٹتا ہے چشمۂ صدق و صفا لاہور میں

خواجۂ کونین ؐ کا پرچم اُڑا اُس پار تک
اب رسول ؐ اللہ کا ڈنکا بجا لاہور میں

محمدؐ ابنِ قاسم کا انتظار

فغاں برلب ہیں ان حالات میں اس کے چنار اب تک
الٰہ العالمیں! کشمیر ہے زار و نزار اب تک
کوئی حد بھی ہے آخر سنگدلوں کے مظالم کی
کہ ان کی چیرہ دستی پر ہے فطرت اشکبار اب تک
بنات مہر و مہ ہیں گردشِ دوراں کے نرغہ میں
تھپیڑے کھا رہی ہے موج صرصر سے بہار اب تک
اُلٹتا جا رہا ہے ظالموں کی چال کا نقشہ
پلٹتی جا رہی ہے گردشِ لیل و نہار اب تک
میں خود کہتا نہیں تاریخ کے اوراق کہتے ہیں
کہ ہے ہندوستاں اسلام کا منت گزار اب تک
خود ان آثار پر ہے وادیٔ گنگ و جمن شاہد
کہ اس کی خاک میں سوئے پڑے ہیں شہسوار اب تک

کبھی ہم بھی سریر آرا تھے کلکتہ سے دہلی تک
گواہی دے رہے ہیں شہر یاروں کے مزار اب تک
اڑا کر لے گئے جن کونپلوں کو ہند کے سینک
محمدّ ابنِ قاسم کا ہے ان کو انتظار اب تک
ہوا سے کھیلتا ہے لشکرِ اسلام کا پرچم
فضا میں گونجتی ہے تیغ رانوں کی پکار اب تک
کہاں تک نظم کرتا جاؤں میں کشمیر کی بپتا
کہ اِس فردوس کے سرو و سمن ہیں دلفگار اب تک



ایک عہد ایک دُعا

ہر نظم میں اعلانِ وفا کرتے رہیں گے — ہم لوگ شہیدوں کی ثنا کرتے رہیں گے
ہم ایسے تہی دست فقیروں کے قبیلے — اللہ کی چوکھٹ پہ صدا کرتے رہیں گے
اسلام کے ہر آن اڑائیں گے پھریرے — ہر رنگ میں یہ فرض ادا کرتے رہیں گے
لندن کے سپیرے ہوں کہ بھارت کے لٹیرے — دونوں ہی مسلماں سے دغا کرتے رہیں گے
اقبال کے افکارِ مرصع کی زباں میں — سینائے خطابت پہ نوا کرتے رہیں گے
"غیرت سی نہیں چیز جہانِ تگ و دو میں" — اس فکر کی اب نشو و نما کرتے رہیں گے
محلوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے — پابندیٔ تسلیم و رضا کرتے رہیں گے

شورش ہو کرم اُن کا تو پھر خوف نہیں ہے
دربارِ رسالت ﷺ میں دعا کرتے رہیں گے

سری نگر کو سلام

مجاہدوں میں ہر جوان برق ہے شرار ہے
جدھر نظر اُٹھائیے غنیم دِل فگار ہے

چنار کے درخت ہیں پہاڑیوں کے سنتری
وہ دَور ہے کہ شاخِ گل بھی تیغِ آبدار ہے

زبانِ ذوالفقار میں ڈھلی ہوئی ہے شاعری
غزل کی آب و تاب میں نوائے کارزار ہے

کٹے پڑے ہیں دشمنوں کے سر بساطِ جنگ پر
سماں بھی کیا سماں ہے یہ بہار کیا بہار ہے

دلاوروں کا طنطنہ بڑے بڑوں کو کھا گیا
مجاہدوں کا ہمہمہ، جلالِ کردگار ہے

ہر اک پہاڑ زلزلوں کی مار کھا کے دم بخود
ہر ایک راہ لہُو کی دھاریوں سے لالہ زار ہے

بُتوں کے دل میں نیزہ ہائے خونچکاں گڑے ہوئے
بہادروں کا سلسلہ قطار در قطار ہے

سری نگر کے شہریو! ڈٹے رہو، ڈٹے رہو
قریب آ گئے وہ دن کہ جن کا انتظار ہے

سلام ہو فقیر کا، فقیر کا سلام لو!
کہ شورشِ غزل مرا تمہارا رازدار ہے

کلامِ شاعر بزبانِ شاعر

دِل کے معاملات پہ الفاظ کا کفن　　شورش عجیب چیز ہے پُر کاریٔ سخن
طبعِ رواں تراوشِ افکار سے نہال　　موجِ خرامِ یار سے کھلتے ہیں نسترن
اک تذکرہ بہ طرزِ روایاتِ دلبری　　اِک داستاں بشکلِ نواہائے علم و فن
انشادِ شعر میں دل و دیدہ کی نرم آنچ　　آہ و فغاں میں نظمِ مرصع کا بانکپن
ذوقِ ادب کو تازہ خیالوں کی آرزو　　فکر و نظر کو حسنِ جہاں تاب کی لگن
یہ کیا مقام ہے کہ اکھٹے ہیں اہلِ دل　　مقتل ہے، میکدہ ہے، چمن ہے کہ انجمن
ہاں او! مزاج دوست تری برہمی کی خیر　　دیکھا ہے ہم نے تیری خشونت کا بانکپن
غالب کا ہو کلام کہ دیوانِ میر ہو　　ان میں مچل رہی ہے تری بوئے پیرہن
تیرا جمال ہمہمۂ لشکر و سپاہ　　تیرا جلال دبدبۂ تیغِ صف شکن
تیرے جلو میں روشنیٔ علم و آگہی　　تیرے سبو میں کوثر و تسنیم موجزن
لفظوں کے تن بدن میں مطالب کا خون گرم　　گیتوں میں شاعروں کے خدوخال کی پھبن
نالہ بلب ہیں گردشِ دوراں کے معرکے　　خنجر بکف ہے صورتِ حالات کا چلن

میرا کلام میری خطابت مرا ادب   حافظؔ کے پیرہن میں سنائی کا بانکپن
او سرزمینِ وادیٔ کشمیر السّلام   دِل تھا ترے خیال سے پہلے چمن چمن
"اب بھی روش روش ہے مگر پائمال ہے"



جاگ اُٹھے ہیں مجاہد‘

اِک نیا نقشہ اُبھر آیا ہے اِس تصویر میں
سومناتی کانپتے ہیں وادیٔ کشمیر میں

چودھری جی! اپنی سینا کی چتا روشن کریں
موت ہے افواجِ ہندوستان کی تقدیر میں

چہچہا اُٹھے ہیں خنجر، بول اُٹھی ہے سناں
غازیانِ سربکف کے نعرۂ تکبیر میں

جاگ اُٹھے ہیں مجاہد، لہلہا اُٹھے چنار
کوئی دن کی بات ہے کشمیر کی تسخیر میں

بیسیوں مضمون عریاں تیغِ جوہر دار سے
سینکڑوں عنوان مخفی جنگ کی تصویر میں

بھارتی لشکر کے چہرے پر نہتوں کا لہو
خنجرِ بُرّاں کی تندی نالۂ شبگیر میں

گولیوں کی سنسناہٹ ہے مرے الفاظ میں
دشنہ و خنجر کی تیزی ہے مری تقریر میں



سری نگر کی بیٹیاں

یہ لالہ فام بچیاں، یہ خوش خرام بچیاں یہ نیک نام بچیاں یہ تیز گام بچیاں
سری نگر کی بیٹیاں،

یہ اُمتِ رسولؐ ہیں یہ پیروِ بتولؓ ہیں یہ عفتوں کے پھول ہیں جہاد کا اصول ہیں
سری نگر کی بیٹیاں،

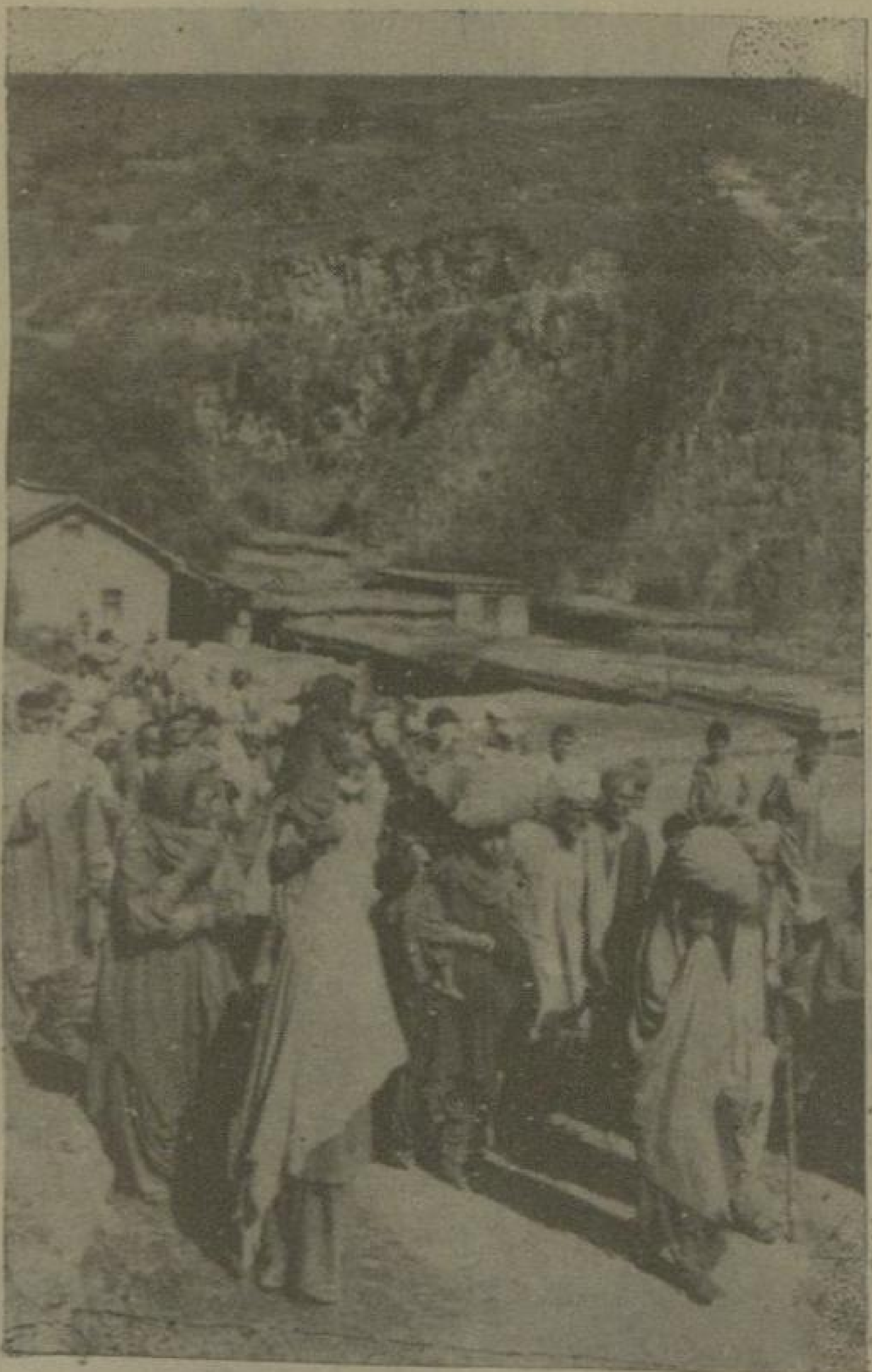
غزالی آن بان ہیں سری نگر کی شان ہیں دلیر ہیں جوان ہیں جہاد کا نشان ہیں
سری نگر کی بیٹیاں

جمال ہیں جلال ہیں مجاہدوں کی ڈھال ہیں بڑی ہی باکمال ہیں یہ عید کا ہلال ہیں
سری نگر کی بیٹیاں

بتوں کا زور توڑ کر خدا سے رشتہ جوڑ کر نکل پڑی ہیں جنگ میں گھروں کا چین چھوڑ کر
سری نگر کی بیٹیاں،

یہ حریت نژاد ہیں لوائے اعتماد ہیں یہ صورِ الجہاد ہیں خروشِ برق و باد ہیں
سری نگر کی بیٹیاں

یہ مہر و ماہتاب ہیں محاذ کا شباب ہیں حیا کی آب و تاب ہیں نوید انقلاب ہیں
مری نگر کی بیٹیاں
جہاد کی پکار ہیں حیا کا شاہکار ہیں بلا کی شہسوار ہیں بلوط ہیں چنار ہیں
مری نگر کی بیٹیاں



نمستے علیکم

مولانا ظفر علی خاںؒ کے ایک برجستہ مصرع پر طبع آزمائی

مرے جی میں ہے چھاگلہ جی سے پوچھوں — کہاں جا رہے ہو بنارس کے رستے
بہ ایں کرّ و فر کافری کر رہے ہو — ذہانت کا سودا مگر دام سستے
خرافات کی موسلا دھار بارش — کھُلے ہو یہاں تک گرجتے برستے
سُنا ہے کہ یورپ میں رادھا کرشنن — پرایوں کی امداد کو ہیں ترستے
بڑے زور سے آ رہے تھے دُم اٹھا کر — بھگوڑوں کے لشکر، لٹیروں کے دستے
ہوئے آنِ واحد میں دوزخ کا لقمہ — قدم اُٹھتے اٹھتے، کمر کستے کستے
کُجا ضربِ غزنی کُجا سومناتی — کجا بُت شکن اور کجا بُت پرستے

سلام و دُعا کا نیا رُخ تراشا؟
نمستے علیکم، علیکم نمستے

ننکو مہاراج

چیتّا، پیلا، نیلا، کالا رام دیس کا احمق لالا
جپتا ہے راون کی مالا نخرے ہیں اس کے گرم مسالا
ننکو جی مہاراج کی جے

ماش کا آٹا اینٹھ رہا ہے اڑیل ٹٹّو خوب لڑا ہے
لاشوں کا انبار لگا ہے حلوہ پوری دہی بڑا ہے
ننکو جی مہاراج کی جے

بانی اپنی بول رہا ہے یُدھ کے پرچم کھول رہا ہے
جھوٹے موتی رول رہا ہے لال بہادر ڈول رہا ہے
ننکو جی مہاراج کی جے

بیڑھ دوڑے بھتے ساجھ سویرے جنتا کے بے دانت بھیڑے
تیلی، دھینور، جاٹ، مچھیرے دہلی کے مشہور لُٹیرے
ننکو جی مہاراج کی جے

اُڑن کھٹولوں کی سینائیں اُچھلے کودیں، ناچیں، گائیں
انسانوں پر بم گرائیں میدانوں میں پیٹھ دکھائیں
ننکو جی مہاراج کی جے

شہروں پر بمباری کر کے فطرت سے غدّاری کر کے
دشٹوں کی سرداری کر کے نازاں ہیں عیّاری کر کے
ننکو جی مہاراج کی جے

جھوٹی شکتی، جھوٹ دھرم ہے سیناؤں میں جھوٹا دم ہے
حوصلہ ان لوگوں میں کم ہے ان کی فطرت ہی میں رم ہے
ننکو جی مہاراج کی جے

گنگ وجمن کی وادی لرزی بھارت کی آبادی لرزی
نوحہ لرزا شادی لرزی جنگ چھڑی آزادی لرزی
ننکو جی مہاراج کی جے

لال بہادر کا یہ ٹولا ترپ کی دگی اینٹ کا گولا
پاکستان پہ ہلّہ بولا مار پڑی تو ہردا ڈولا
ننکو جی مہاراج کی جے

ننکو رام

(مُراد ہے ہندوستان کے استعمار سے)

تاک دھنا دھن ننکو رام　　چھُن چھنا چھُن چھنکو رام
تانا ری ری تننکورام　　درشن چھوٹے اونچا نام
ناچ رہا ہے ننکو رام
لاشوں کے انبار لگا کر　　زخموں کے بازار لگا کر
دہلی میں دربار لگا کر　　کھوٹا سودا جھُوٹے دام
ناچ رہا ہے ننکو رام
دھرتی کے سینہ کا پھوڑا　　امریکہ کا مریل گھوڑا
بگٹٹ ہے پر تھوڑا تھوڑا　　جیکی اس کا انکل سام
ناچ رہا ہے ننکو رام

ڈنڈی مارے نرخ بڑھائے　　پاکستان سے یدھ رچائے
مار پڑے تو شور مچائے　　جان چکے ہیں خاص و عام
ناچ رہا ہے ننکو رام
گاندھی ٹوپی ، لال بجھکڑ　　مکر کی آندھی جھوٹ کا جھکڑ
ننگی گالی ، عریاں بھکڑ　　صدیوں کا منحوس غلام
ناچ رہا ہے ننکو رام
کالا کوّا ، اڑیل ٹٹّو　　سامراج کے گھر کا چٹّو
گھوم رہا ہے جیسے لٹّو　　جے جے ونتی سیتا رام
ناچ رہا ہے ننکو رام

اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

عرصۂ پیکار کے ساماں ہیں میرے سامنے
چھ ستمبر سے کئی عنواں ہیں میرے سامنے
بھارتی سیناؤں کے پیکاں ہیں میرے سامنے
تازہ تر اذکار کے طوفاں ہیں میرے سامنے

شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

نازنینوں کا غزل میں تذکرہ بے کار ہے
داستاں گوئی سے موجودہ فضا بیزار ہے
غازیوں کی خاکِ پا میں غازۂ رخسار ہے
موت سے باندھے ہوئے پیماں ہیں میرے سامنے

شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

اب چمن میں داستانِ وامق و عذرا غلط
ذکرِ مجنوں ناروا، افسانۂ لیلیٰ غلط
حسن کی مدحت سرائی، عشق کا چرچا غلط
اس زمینِ پاک کے ارماں ہیں میرے سامنے

شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

بوئے گیسو، حسنِ عارض، وصلِ خوباں، حسنِ یار
چاندنی راتوں کے دامن میں کسی کا انتظار
مہ جبینوں کی رفاقت، بادۂ شب کا خمار
تذکرہ ان کا عبث، انساں ہیں میرے سامنے

شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

بتکدوں میں دلبروں سے آشنائی ہو چکی　　کوچہ و بازار میں نغمہ سرائی ہو چکی
ہو چکی زہرہ جبینوں سے جدائی ہو چکی　　اب جہاد و جنگ کے میداں ہیں میرے سامنے
شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے،

میں نہیں کہتا غزل سے عہد و پیماں توڑ دو　　میں نہیں کہتا ادب سے آشنائی چھوڑ دو
کچھ دنوں اپنے قلم کی باگ لیکن موڑ دو　　دیدہ ہائے ششدر و حیراں ہیں میرے سامنے
شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے،

آؤ اب آگے بڑھیں حُبِّ وطن کے نام پر　　اک کڑی افتاد ہے اس دور میں اسلام پر
کھل گئے توپوں کے جبڑے گردشِ ایام پر　　جنگ کے بپھرے ہوئے طوفاں ہیں میرے سامنے
شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

میں تمہارے درمیاں ادنیٰ ترین فنکار ہوں　　شورشِ جنگاہ ہوں، ہنگامۂ پیکار ہوں
ناز کرتا ہوں غلامِ حیدرؓ کرار ہوں　　مرحب و عنتری لرزاں ہیں میرے سامنے
شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

ربِ کعبہ کی قسم پرچم اڑاتا جاؤں گا　　خواجۂ کونینؐ کا ڈنکا بجاتا جاؤں گا
اب قلم کو دشنہ و خنجر بناتا جاؤں گا　　آج کے شداد اور ہاماں ہیں میرے سامنے
شاعری کے اور بھی عنواں ہیں میرے سامنے

چچا سام،

بھٹو پہ بھی الزام ہے گوہر پہ بھی الزام
افسوس چچا سام

کیا اِس کے سوا کوئی نہیں اور تجھے کام
افسوس چچا سام

اِس کرۂ ارضی پہ علم تیرا گڑا ہے
اور نام بڑا ہے

لیکن تری دانش ہے سیاست میں ابھی خام
افسوس چچا سام

ویت نام ترے طرفہ نوادر میں ہے شاہکار
گو اس کو پڑی مار

کچھ اور بھی کمزور ممالک ہیں تہِ دام
افسوس چچا سام

دولت تری مشرق کے لئے خنجرِ قاتل
اقوام ہیں بسمل،

ڈالر ترا ڈالر نہیں دُشنام ہے دُشنام
افسوس چچا سام

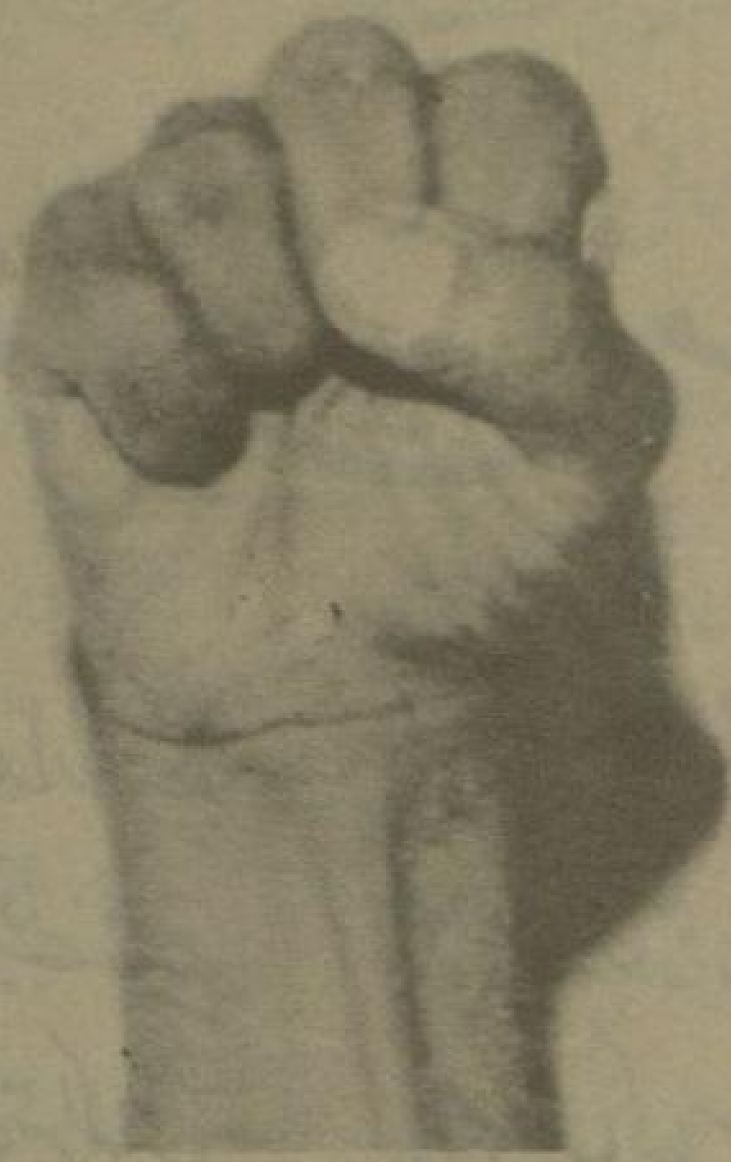
ہم نے بھی ترے ساتھ ملایا تھا کبھی ہات
اے رندِ خرابات

اب بادۂ دوشینہ ہے نے ساغرِ گلفام
افسوس چچا سام

بھارت نے تری شہ پہ کیا خوب تماشہ
ثابت ہوا لاشہ

نہرو کی قسم رادھا کرشن کو ذرا تھام
افسوس چچا سام

ہندو سا کوئی دشمنِ اسلام نہیں ہے — یہ میرا یقیں ہے
وہ خنجرِ خونخوار ہے تو نیزہ و صمصام — افسوس چچا سام
اِس بات کا اظہارِ خطا ہو بھی تو کیا ہے — شورش کا خدا ہے
جو کام بھی گھٹیا تھا کیا تو نے سرِ عام — افسوس چچا سام



عارضی اقدام

جبینِ لشکرِ اسلام داغدار نہ کر
کوئی بھی عارضی اقدام اختیار نہ کر

ہو جان بل کہ چچا سام دونوں جھوٹے ہیں
بہشت بھی جو یہ بُت دیں تو اعتبار نہ کر

یہی ہے تیری فراست، یہی ہے تیرا کمال
برہمنوں کی سیاست پہ اعتبار نہ کر

اُجال اَور بھی توپوں کی دلکشا آواز
اس ایک دعوتِ ایثار سے فرار نہ کر

سفید فام خداؤں سے درگزر لازم
دنی مزاج مشیروں پہ اعتبار نہ کر

جواں ہیں فوج کے قدرت کا معجزہ شورش
نیام میں کبھی شمشیر زرنگار نہ کر

آرزو

میرے احباب کا ہر لحظہ تقاضہ یہ ہے
جنگ کی صورتِ حالات پہ تقریر کروں

روحِ اقبالؒ سے الفاظ و معانی لے کر
نوجوانوں کے خیالات کی تعمیر کروں

نظم کے روپ میں یا نثر کے پیرائے میں
پیش اِس دَورِ پر آشوب کی تصویر کروں

قرنِ اوّل کے جواں سال حدی خوانوں کی
ہمزبانوں کی یہ خواہش ہے کہ تشہیر کروں

اپنی آواز کو اسلام کا لہجہ دے کر
جگمگاتے ہوئے الفاظ کو شمشیر کروں

مرے اللہ نے توفیق یہ بخشی ہے مجھے
لشکرِ ملّت کفار کو نخچیر کروں

ہر سخن تیغِ رواں ہو کے اُبھر آتا ہے
پھول بن جاتا ہے جو لفظ بھی تحریر کروں

ربِ کعبہ نے مجھے زورِ خطابت بخشا
اس سے اقلیمِ خیالات کی تسخیر کروں

نامناسب ہے کہ الفاظ میں آہیں بھر کر
اپنی بے داغ روایات کی تحقیر کروں

جن کو معلوم نہیں خونِ شہیداں کیا ہے؟
اُن لٹیروں پہ عیاں جذبۂ شبیرؑ کروں

یومِ انقلاب

چرخِ گرداں سے اُتر آیا زمیں پر آفتاب یہ مری نظم مرصع ہے بیادِ انقلاب
انقلاب اے انقلاب

آج کے دِن مُلک کو اِک جذبۂ تازہ مِلا چہرۂ دیروز کو امروز کا غازہ مِلا
اِنقلاب اے انقلاب

کوئی بھی کافر جُھکا سکتا نہیں ان کا نشاں قرنِ اوّل کے مجاہد ہیں وطن کے پاسباں
انقلاب اے انقلاب

اب ہمیں تاریکیاں ہرگز ڈرا سکتیں نہیں بزدلوں کی ٹولیاں خنجر اٹھا سکتیں نہیں
انقلاب اے اِنقلاب

ہم مجاہد ہیں، دلاور ہیں، قضا کا وار ہیں مورچوں پر لشکرِ اسلام کی للکار ہیں،
انقلاب اے انقلاب

چھ ستمبر کو سیہ کاروں نے جب یلغار کی پیشقدمی غازیوں نے روک لی کفار کی
اِنقلاب اے انقلاب

ہر محاذِ جنگ پر تقدیر ٹکراتی رہی　　حیدرِ کرارؓ کی تلوار لہراتی رہی
انقلاب اے انقلاب

اِس کا اندیشہ نہیں کیا ہیں کہاں ہیں دوستو　　ہم غلامِ خواجہ کون و مکاں ہیں دوستو
انقلاب اے انقلاب

بے نیازِ گردشِ ایّامِ ناہنجار ہیں　　جس زمیں پر ہم ٹھہر جائیں وہاں کہسار ہیں
انقلاب اے انقلاب

غزنوی کے خنجرِ بُرّاں کا پانی یاد ہے　　آج بھی ہندوستاں کو یہ کہانی یاد ہے
انقلاب اے اِنقلاب

نعرہ ہائے صف شکن سے یاد کھاتی ہے ابھی　　ارجن و بھیشم کی نگری تھرتھراتی ہے ابھی
انقلاب اے انقلاب

اِس ادا سے ہم نے لہرائے شجاعت کے علم　　دھنس گئے مٹی کے اندر سورماؤں کے قدم
انقلاب اے انقلاب

دوستو رکنا نہیں آگے بڑھو آگے بڑھو　　ساتھیو جھکنا نہیں آگے بڑھو آگے بڑھو
انقلاب اے انقلاب

جو سیاسی گٹھ کٹھنا آنکھیں دکھاتا آئے گا　　فوجِ پاکستان سے ہرگز نہ بچ کر جائے گا
انقلاب اے اِنقلاب

زورِ بازو ضربتِ کشمیر کرتے جائیے　　ہر قدم پر اِک نئی تعمیر کرتے جائیے
انقلاب اے انقلاب

اب زباں پر نعرۂ تکبیر ہونا چاہیئے　　اِس کا مقطع شورشِ کشمیر ہونا چاہیئے
انقلاب اے اِنقلاب

قلم

صفحۂ کاغذ پہ جب موتی لٹاتا ہے قلم
ندرتِ افکار کے جوہر دکھاتا ہے قلم

آنکھ کی جھپکی میں ہو جاتا ہے تیغِ بے پناہ
آنِ واحد میں حریفوں کو جھکاتا ہے قلم

آندھیوں کا سیل بن کر عرصۂ پیکار میں
زلزلوں کے رُوپ میں محلوں کو ڈھاتا ہے قلم

دوستوں کے حق کا پشتیباں خود اپنے زور پر
دشمنوں پر دشنہ و خنجر چلاتا ہے قلم

بندگانِ علم و فن کی خلوتوں کا آشنا
اُن کے فکر و فہم کی باتیں سناتا ہے قلم

یادگاروں کا محافظ تذکروں کا پاسباں
گمشدہ تاریخ کے اوراق لاتا ہے قلم

محفلوں میں عشق اُس کے بانکپن کا خوشہ چیں
محملوں میں حسن سے آنکھیں لڑاتا ہے قلم

شاعروں کے والہانہ زمزموں کی آبرُو
دانش و حکمت کی راہوں کو سجاتا ہے قلم

اہلِ دل، اہلِ سخن، اہلِ نظر، اہلِ دغا
ان کے خدّ و خال کا نقشہ جماتا ہے قلم

برق بن کر ٹوٹتا ہے خرمنِ اغیار پر
دوستوں کے نام کا ڈنکا بجاتا ہے قلم

ہم نے اس کی معرفت دیکھا ہے عرش و فرش کو
آسمانوں کو زمینوں سے ملاتا ہے قلم

زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں اس سے معرکے
حشر کے آثار قوموں میں اٹھاتا ہے قلم

کانپتے ہیں اس کی ہیبت سے سلاطینِ زمن
دبدبہ فرمانرواؤں پر بٹھاتا ہے قلم

حافظؔ و خیامؔ و سعدیؔ، غالبؔ و اقبالؔ و میرؔ
ماضیٔ مرحوم میں ان سے ملاتا ہے قلم

شہسواروں کے جلو میں، منتہیٔ افلاک پر
سر بکف اسلاف کے پرچم اڑاتا ہے قلم

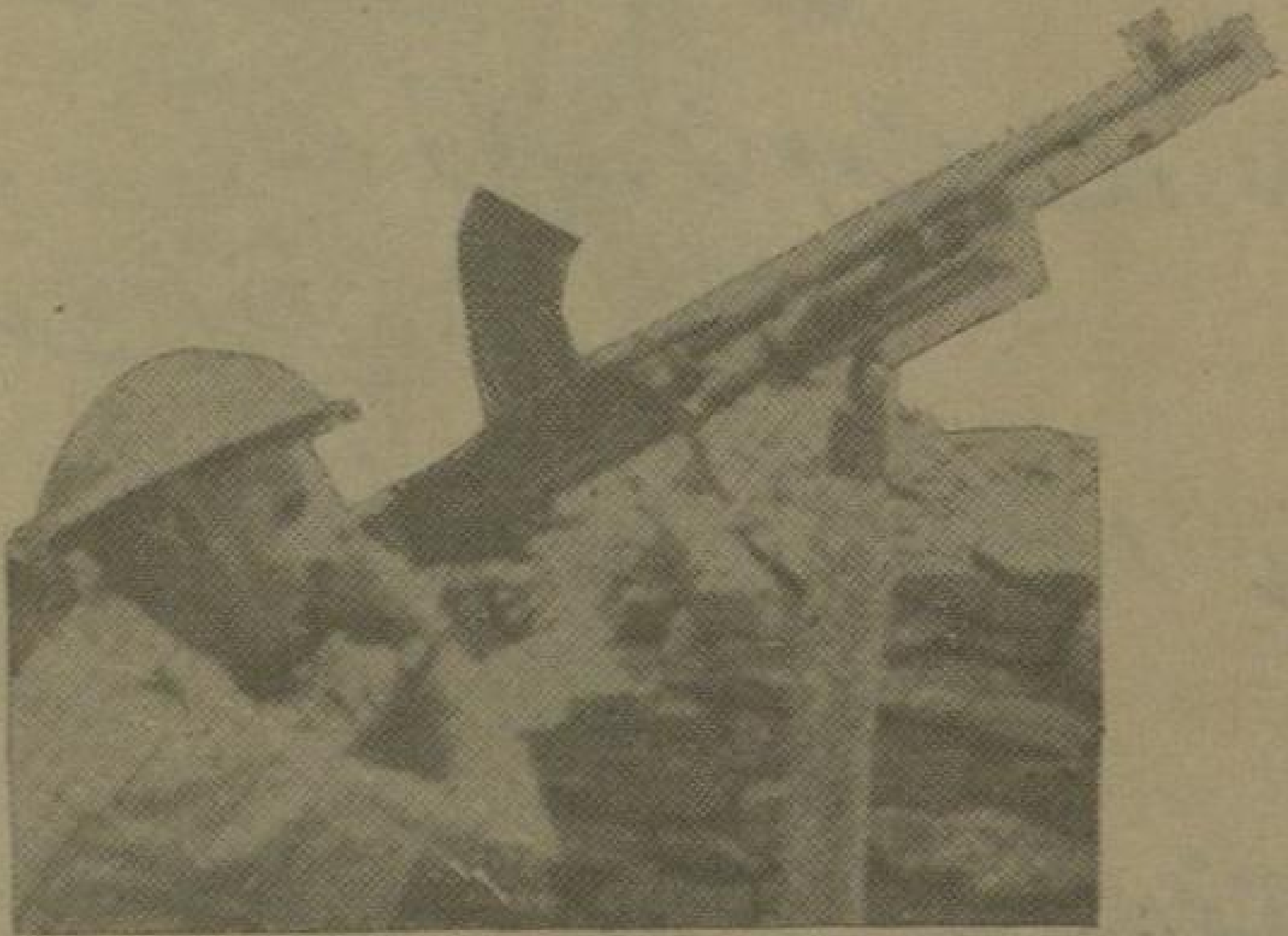
کیسی کیسی منزلوں میں رہنما اِس کے نقوش
کیسے کیسے معرکوں میں دندناتا ہے قلم
شاعری میں اس سے قائم ہے خمِ گیسو کی آب
نثر میں اعجاز کے تیور دکھاتا ہے قلم
قطع کرنی پڑتی ہیں فکر و نظر کی وادیاں
تب کہیں شورشؔ مرے قابو میں آتا ہے قلم



پاک فوج کے جواں

یہ مصرع دامنِ تاریخ پر لکھا گیا ان سے
کہ زندہ ہے ابھی تک قرنِ اوّل کی وفا ان سے
فلک نے ان کے تیور جنگ کے میدان میں دیکھے
پناہیں ڈھونڈتے پھرتے تھے پیکان قضا ان سے
محاذوں پر سیہ کاروں کا پتّہ ہو گیا پانی
حریفوں کے عساکر پا گئے اپنی سزا ان سے
چلے تو مہر و مہ کی رونقیں بھی ہمرکاب آئیں
اُٹھے تو کانپ اٹھّا عرصۂ جہد و وغا ان سے
بحمد اللہ شجاعت کے دھنی دل کے غنی نکلے
روایاتِ سلف کا عرش تک پہنچا لوا ان سے
تہوّر چیز کیا ہے یہ محاذِ جنگ سے پوچھو
ابھی تک لرزہ بر اندام ہے ساری فضا ان سے

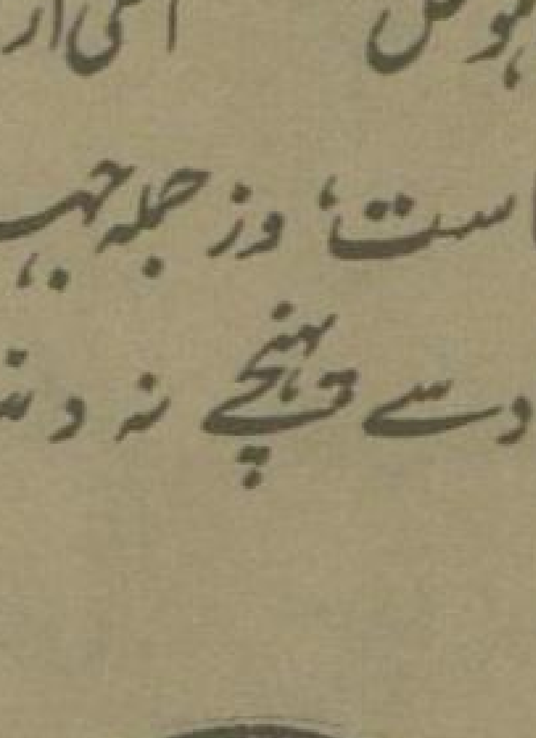
حق و باطل کی فوجیں سرحدِ عشق و ہوس پر ہیں
ستم کی انتہا اُن سے کرم کی ابتدا اِن سے
شہادت کی زباں رطب اللّسان ان کے تہوّر پر
دنائت کے جگر پارے ہزیمت آشنا ان سے
سلام اُن پر ملائک نے خبر دی ہے مجھے شورشؔ
کہ خوش ہے خواجۂ بطحاؐ کے صدقے میں خدا ان سے



تاشقند

ہر کہ و مہ کی زباں پر ہے یہ حرفِ دلپسند — تاشقند و تاشقند و تاشقند و تاشقند
آنکھ بینا ہو تو کھل جاتے ہیں اسرار و رموز — شیشۂ دل صاف ہو تو زہر ہو جاتا ہے قند
جم چکی ہے عارضِ افکار پر گردِ وغا — چہرۂ تاریخ پر پھیلا ہوا ہے زہر خند
بھارتی سرکار پھوڑا ہو گئی سرطان کا — روگ ہو کر رہ گیا ہندوستاں کا بند بند
کوسی جن نے گفتگو کی طرح نو ڈالی تو ہے — کوششیں ان کی ہوں بار آور نتیجہ سود مند
دم زدن میں وادیٔ کشمیر کا عقدہ ہو حل — اسکی آزادی سے ہوں اسکے مجاہد بہرہ مند

ایں دعا از ماست، وز جملہ جہاں آمین باد
پھر کسی افتاد سے پہنچے نہ دنیا کو گزند



واپسی

موجِ گُل واپس کریں موجِ صبا واپس کریں
شہر یاروں سے کہو میری نوا واپس کریں

رات نے رختِ سفر باندھا سرِ تسلیم خم
مہر و مہ کی رونقیں بھی راہ نما واپس کریں

گفتنیٔ دار و رسن ناگفتنیٔ زنجیر و زلف
داستاں گو قصۂ مہر و وفا واپس کریں

فرش والوں کی حقیقت آخرِ شب کھُل گئی
عرش والوں سے کہو آہِ رسا واپس کریں

میں نے جو کچھ بھی کہا حرفِ غلط ثابت ہُوا
میں نے جو کچھ بھی لکھا نغمہ مرا واپس کریں

مسندوں پر جادۂ شب کے مسافر خوش رہیں
سرفروشوں کی مگر خونیں قبا واپس کریں

بندگانِ شعر و نغمہ کشتگانِ صوت و نَے
ہم فقیروں کی حکیمانہ صدا واپس کریں

نقدِ جاں نقدِ سخن نقدِ چمن نقدِ فغاں
اہلِ زر اہلِ ستم اہلِ دغا واپس کریں

آستیں کے خنجروں کی تیز دھاروں سے کہو
ماؤں کے بیٹوں کا خونِ ناروا واپس کریں

دیکھنا یہ ہے کہ رکتی ہے کہاں طبعِ رواں
سوچنا یہ ہے خطیبِ شہر کیا واپس کریں

ہدیۂ دل نقدِ جاں خونِ جگر روحِ چمن
ارمغانِ عہد، دینی پیشوا واپس کریں